نہیں کر سکتا۔ جو اسلام کے لئے مخلص نہ ہو۔ کیونکہ صرف اسلامی حکومت کا قیام ہی چودہ سالہ ہجرت کی صعوبتوں' پندرہ لاکھ شہداء' اور تاخت و تاراج افغانستان کا نعم البدل ثابت ہو سکتا ہے افغان اب افغانستان میں مکمل اسلامی حکومت کے سوا اور کسی بھی چیز پر مطمئن نہیں ہو سکتے۔ یہاں اس بات کا تذکرہ کرنا ضروری ہے کہ جماعت الدعوۃ افغان جہاد کے سلسلے میں یہ شاندار خدمات صرف عامتہ المسلمین کے عطیات' زکوٰۃ اور چندوں سے چلا رہی ہے۔ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ جماعت نے یہ خدمات افغان جہاد کے لئے بین الاقوامی فنڈ کے سہارے انجام دی ہوں گی۔

کنڑ میں جب امارت اسلامی قائم ہوئی تو بین الاقوامی امدادی ایجنسیوں نے عوام کی فلاح کے منصوبوں پر کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ حالانکہ امارتِ اسلامی نے ان کو ہر قسم کا تحفظ اور تعاون کرنے کی پیشکش کی تھی۔ مگر امدادی ایجنسیاں کنڑ کے اس منتخب ادارے کے مشوروں کے تحت کام کرنے سے مسلسل لیت و لعل سے کام لیتی رہیں۔

غیر رجسٹرڈ ہونے کی وجہ سے جماعت الدعوۃ کو بین الاقوامی فنڈ سے کوئی حصہ نہیں ملا۔ شیخ شہید رحمہ اللہ نے ایک دفعہ فرمایا کہ ایک امدادی ایجنسی کی اہم شخصیت نے مجھ سے پوچھا کہ دوسروں احزاب کو تو بین الاقوامی فنڈ سے امداد فراہم ہوتی ہے آپ اپنے اخراجات کیسے پورے کرتے ہیں؟ تو شیخ نے جواب میں کہا کہ جماعت الدعوۃ کے اخراجات اللہ تعالیٰ کے خزانوں سے پورے ہوتے ہیں۔ فرمایا کہ یہ جواب سن کر وہ بڑے آدمی کھسیانے ہو گئے اور مزید کچھ نہ کہا۔

شیخ شہید رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ ساری امتِ مسلمہ کو پاکستان کا ممنون ہونا چاہئے۔ کہ اس نے بے کس افغان مہاجرین کو پناہ دے کر روس جیسی سپر طاقت کے غضب کو اپنی طرف متوجہ کیا اور افغانستان کے ہر مسلمان کا دینی فریضہ ہے کہ وہ پاکستان کی سالمیت و استحکام کے لئے کام کرے اور کسی طرح سے بھی پاکستان کے لئے مصائب کا باعث نہ بنے۔ پاکستان کی نظریاتی اہمیت اور وجود کے ساتھ ان کو بے پناہ محبت تھی اور ہر پاکستانی ان کی نظروں میں قابلِ احترام تھا۔ وہ کہا کرتے تھے کہ ہماری جماعت رجسٹرڈ نہ سہی مگر دیگر مجاہدین احزاب اور مہاجرین کی خاطر پاکستان کی حکومت جو کچھ کر رہی ہے۔ ہمارے پاس اس کا نعم البدل سوائے اس کے کوئی نہیں کہ اللہ تعالیٰ پاکستان کو تاابد قائم و دائم اور شاد رکھے۔

افغانستان اور پاکستان کی اخوت سارے عالم اسلام کے لئے باعث تقویت بنی۔ وہ یہ بھی کہا کرتے تھے کہ افغانستان اور پاکستان کے مسلمانوں کے درمیان قائم ہونے والے ہجرت و نصرت کے رشتے کی تاریخ سے عالم اسلام کے احیاء کا نیا دور شروع ہو گا اور اسلامی اخوت کے اس مظاہرے نے ہمیشہ کے لئے غیر اسلامی نظریات کا خاتمہ کر دیا ہے اور ان دونوں خطوں کے مسلمانوں کی آئندہ نسلیں اب غیر اسلامی نظریات کی لعنت اور دست درازی سے ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گئی ہیں اور یہ ایک حقیقت ہے کہ افغانیوں پر مصائب کے پہاڑ ٹوٹے تو سارا عالم اسلام ان کے دکھ درد میں ایسے شریک ہوا کہ دنیا' اسلامی اخوت کے اس نظارے کو دیکھ کر دنگ رہ گئی اور اسی جذبہ اخوت سے اب اغیار خوف محسوس کر رہے ہیں کہ جہاد افغانستان سے امت مسلمہ میں ایک نیا احساس اخوت جاگ رہا ہے۔ اب اسلامی اخوت میں بندھے ہوئے عالم اسلام کے سامنے قومی مفادات کے تحت کئے گئے معاہدوں اور عارضی اتحادوں کے بند نہیں ٹھہر سکتے۔ اس جذبۂ اخوت کا منطقی نتیجہ اسلامی عالمی اداروں کی تشکیل کی صورت میں نکلے گا۔ انشاء اللہ۔ اور یہی بات ملت کافرہ کو لرزاں و ترساں کئے دے رہی ہے۔

○ * ○ * ○ * ○ * ○ * ○ * ○ * ○ * ○ *

افغان جہاد کا منطقی نتیجہ مسلم عالمی اداروں کی تشکیل ہے۔ یہی خدشہ ملت کفر کو لرزاں و ترساں کئے ہوئے ہے۔

قربانی کا ایک درخشاں پہلو

تحریر: مولانا محمد عبدالجبار ڈیروی۔ پشاور

قربانی ایک عظیم ترین عبادت ہے۔ اس کے رنگ و انداز مختلف ہیں۔ قربانی صرف تڑپتے پھڑکتے لاشوں کے تصور کا نام نہیں بلکہ اس کی اصل "قربان" ہے۔ قربانی کوئی مخصوص چیز نہیں ہے بلکہ صاحب المنجد فی اللغۃ والاعلام کی تحقیق یہ ہے کہ "**کل ما یتقرب بہ الی اللہ تعالی من ذبیحۃ و غیرھا**" یعنی قربانی مفرد ہے اس کی جمع قرابین ہے۔ قربان عربی میں اس انداز عبادت کو کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کا تقرب اور قربت حاصل کرنے کیلئے اختیار کیا جائے۔ چاہے اندازِ عبادت کسی جانور کو ذبح کرنے کی صورت میں ہو یا کسی اور شکل میں۔" (**المنجد فی اللغۃ والاعلام** صفحہ نمبر617)

قربانی کئی طرح سے دی جاتی ہے۔ عام طور پر معروف معنوں میں قربانی جانور ذبح کرنے کو کہتے ہیں۔ جس طرح یوم النحر کو بہت سے اللہ والے اپنے اللہ قدوس کی رضا جوئی کیلئے اپنی حلال کمائی سے خریدے ہوئے خوبصورت و طاقتور جانور کے گلے پر چھری پھیر کر اس کا اظہار کرتے ہیں۔ یاد رکھنا چاہئے کہ قربانی یا کسی بھی عبادت کا تعلق دراصل دل سے ہی ہوتا ہے اور پھر ظاہرا اس کا اظہار ہوتا ہے۔ اصل عبادات و اعمال نیت کے ساتھ منسلک ہیں۔ اور اسی بات کی وضاحت صحیح بخاری شریف میں وارد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس مقدس فرمان سے ہوتی ہے "**انما الاعمال بالنیات و انما لکل امری مانوی۔** الخ" "یعنی اعمال کا مدار نیتوں پر ہے۔ ہر شخص کے عمل کا اجر و ثواب اس کے ارادے یعنی قلبی کیفیت کے ساتھ متعلق ہے۔" اگر جذباتِ قلب صاف ستھرے ہیں تو ثواب و اجر کی بہاریں فروغ پذیر ہوں گی اور اگر قلب صاف نہیں بلکہ ظاہری عمل صرف معاشرے کے دکھلاوے یا کسی دوسری ضرورت کیلئے ہے تو پھر اس عمل کی "دیوانے کی بڑ" سے بڑھ کر اور کوئی حیثیت نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ دو مینڈھے، موٹے تازے، خصی یا غیر خصی، سینگوں والے قربان فرمایا کرتے تھے عام طور پر ان کے منہ، پیٹ، آنکھیں اور ٹانگیں سیاہ ہوا کرتی تھیں۔ جس طرح کہ سنن نسائی مطبوعہ مصرج ۷ صفحہ ۹۵۔ ۱۹۴ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانی کے متعلق آیا ہے۔

"**عن ابی سعید قال ضحی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بکبش اقرن فحیل یمشی فی سواد و یاکل فی سواد و ینظر فی سواد**"

"حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگوں والے (بے عیب اور تام الخلقت) نر مینڈھے کی قربانی فرمائی جو سیاہی میں چلتا، کھاتا اور دیکھتا تھا۔

قربانی یا کسی بھی عبادت کا تعلق دراصل دل سے ہی ہوتا ہے اس کا عملاً اظہار تو بعد میں ہوتا ہے

معروف محدث اور شارح صحیح مسلم شریف حضرت امام ابو زکریا یحییٰ بن شرف النووی الدمشقی المتوفی ۶۷۶ ھ نے **یمشی فی سواد و ینظر فی سواد و یاکل فی سواد**" کی تفسیر یوں بیان فرمائی ہے۔ فرماتے ہیں

معناہ: قوائمہ و بطنہ و ماحول عینیہ اسود" یعنی سیاہی میں چلتا، کھاتا اور دیکھتا تھا کا معنی یہ ہے کہ "اس کی اگلی پچھلی ٹانگیں، پیٹ اور آنکھوں کے گرداگرد حلقے (یہ تمام چیزیں) سیاہ ہوں۔" یاد رہے کہ ایسے رنگ کو عربی میں "املح" کہتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خصوصی خدمتگار حضرت انسؓ جنہوں نے کم و بیش دس برس تک شب و روز امام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قربانی کے جانور کی تصویر کچھ ان الفاظ سے کھینچتے ہیں۔

"**عن انس: ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکفاء الی کبشین اقرنین املحین فذبحھما بیدہ**" صحیح بخاری مطبوعہ دارالتراث ج ۵ صفحہ ۲۱۱۲۔

"یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے دو مینڈھوں کی قربانی فرمائی جو سینگوں والے اور املح رنگ کے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو اپنے مقدس ہاتھوں سے ذبح فرمایا۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک موقعہ پر آپؐ کے صحابہؓ نے یہ سوال کیا تھا کہ یہ قربانی کیا ہے؟ اور ہم کیوں کرتے ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا کہ "یہ تمہارے والد گرامی ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کا حسین ترین طریقہ (عبادت) ہے۔ اس کے کرنے سے تمہیں ہر مذبوحہ جانور کے بالوں اور اون کے بدلے میں نیکیاں ہی نیکیاں ملیں گی۔ جو اس کے بالوں اور اون کی تعداد کے برابر ہوں گی۔

مقدس انسان حضرت ابراہیم علیہ السلام کے تذکرے سے میری سوچوں کا دھارا معلوم نہیں کہاں سے کہاں چلا گیا اور میں کون کون سے دلربا و ہوشربا مناظر سے فیض یاب ہو رہا ہوں۔ میرا دل چاہتا ہے کہ اپنے محترم قارئین کو بھی اس دلکش منظر سے تھوڑا سا لطف اندوز کراتا چلوں۔

لیجئے! اپنے وقت میں اس کائنات کے سب سے زیادہ متقی بندے کے دل میں تڑپ ہے صالح اولاد کی، عمر بعض روایات کے مطابق ایک سو سال سے بھی اوپر ہو چکی ہے۔ اپنے ربِ ذوالجلال کی بارگاہِ مقدس پر یوں دستک دیتے ہیں۔ "**رب ھب لی من الصالحین**" "اے میرے قادر مطلق مجھے نیک اولاد عطا فرما۔"

؎ جو بات دل سے نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

عرشِ معلّٰی سے جواب آیا "**فبشرنہ بغلٰم حلیم**" "ہم نے حلیم الطبع بیٹے کی خوش خبری دے دی۔"

الختصر جب یہ بیٹا باپ کے ساتھ چلنے پھرنے کے قابل ہوا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیٹے کی قربانی کا اشارہ ہوا۔ اور خلیل الرحمٰن علیہ السلام بلاچون و چراں بیٹے کو تقربِ الٰہی کیلئے ذبح کرنے پر تیار ہو گئے۔ ذرا اس حسین منظر کی طرف چشمِ تصور سے دیکھیں تو سہی، جب بوڑھا باپ اپنے معصوم اکلوتے بیٹے سے فرما رہا ہے:

"**یبنی انی اری فی المنام انی اذبحک فا نظر ماذا تری**"

"اے میرے لختِ جگر مجھے (بارگاہ الٰہی سے) یہ اشارہ ہوا ہے کہ میں تجھے (اللہ کی راہ میں) ذبح کر رہا ہوں سنایئے آپ کا کیا خیال ہے؟"

خلیل اللہؑ کے مقدس بیٹے اسماعیل ذبیح اللہ علیہ السلام نے بلا تامل جواب دیا۔

یابت افعل ما تومر ستجدنی انشاء اللہ من الصبرین

ابا حضور! جس چیز کا آپ سے مطالبہ ہوا ہے کر گزریئے آپ کے اسمٰعیل کی فرمانبرداری میں یقیناً کوئی فرق نہیں آئے گا۔ انشاء اللہ!

؎ جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

بیٹے کی قربانی کا نظارہ قادر مطلق کو اس قدر بھایا کہ اس کی تمثیل رہتی دنیا تک ہر سال مسلمانوں پر فرض کر دی

اب ذرا اس منظر کا نظارہ بھی کرتے چلیں کہ جب باپ نے اپنے اکلوتے لختِ جگر کو زمین پر لٹا دیا اور اس کی گردن پر (ذبح کرنے کیلئے) چھری پھیرنے لگے۔ یہ نظارہ عرش معلی پر مستوی میرے رب کو بھی اس قدر بھایا کہ رہتی دنیا تک ہر سال اس کی تمثیل پیش کرنا لوگوں پر فرض فرما دیا۔ جب باپ ذبح کرنے پر تیار ہو گیا اور بیٹا ذبح ہونے پڑ تو رحمت الٰہی جوش میں آ کر نداء فرماتی ہے۔

"یا ابراھیم! قد صدقت الرء یا"

(اے ہمارے پیارے ابراہیمؑ! آپ نے تو اپنا خواب سچ کر دکھایا اور ہمیں خوش کرنے کا حق ادا کر دیا ہے۔ ہم اسمٰعیل کے خون کی دھار نہیں بلکہ تمہارے قلب کے جذبات کی گہرائی آشکارا فرمانا چاہتے تھے سو تم نے اس کا حق ادا کر دیا ہے۔)

یہ تمام تفصیل قرآن مقدس میں موجود ہے اور مذکورہ بالا واقعہ سورۂ ص پ ۲۳ آیت نمبر ۱۰۰ تا نمبر ۱۰۵ میں مذکور ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کا جانور ذبح کرتے وقت جو دعا پڑھا کرتے تھے اس کا مفہوم یہ ہے کہ میں تمام کائنات سے یکسو ہو کر اپنے ربِ کریم آسمانوں اور زمینوں کے خالق کی طرف متوجہ ہوں اور میں غیر اللہ کی طرف دیکھنا بھی گوارا نہیں کرتا میری ہر قسم کی بدنی اور مالی عبادتیں میری زندگی کا ہر ہر لمحہ اور میری موت صرف اور صرف قادرِ مطلق ربِ کائنات کیلئے ہی ہے اور بس" یعنی میرے جسم و مال اور میری زندگی و موت کی ہر ادا خالق اور اپنے پروردگار کیلئے ہے کسی دوسرے کا اس میں کوئی حصہ اور تصرف نہیں ہے۔

یاد رکھئے قربانی سے مقصود صرف گوشت کھانا یا مساکین کو کھلانا نہیں بلکہ اس سے مقصود جذبات قلبی کا امتحان لینا ہے۔ ارشاد ربانی ہے۔ **"لن ینال اللہ لحومھا ولا دماء ھا ولکن ینالہ التقوی منکم"** (پ ۱۷ سورۃ الحج آیت نمبر ۳۷)

یعنی اللہ کے ہاں تمہارے مذبوحہ جانور کے خون بہانے اور اس کے گوشت کھانے کھلانے کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے بلکہ اصل قدر و قیمت تو تمہارے قلبی جذبات کی ہی ہے۔" جس قدر جذبات پاکیزہ ہوں گے اجر و ثواب بھی اس حساب سے ملے گا۔ اللہ عز و جل کو یہ بات بہت پسند ہے کہ انسان اس کے عطیوں پر اس کا شکریہ ادا کریں یہ قربانی بھی ایک قسم کا شکریہ ہے۔دیکھنا یہ ہے کہ شکریئے کی ادائیگی کے وقت جذبات کیسے تھے؟

صاحب تفہیم القرآن ج ۳ ص ۲۲۷ میں رقم طراز ہیں:

"آدمی خدا کی بخشی ہوئی جن جن چیزوں سے فائدہ اٹھاتا ہے ان میں سے ہر ایک کی قربانی اس کو اللہ کے نام پر کرنی چاہئے نہ صرف شکر نعمت کیلئے بلکہ اللہ تعالیٰ کی برتری اور ملکیت تسلیم کرنے کیلئے بھی' تاکہ آدمی دل میں بھی اور عمل سے بھی اس امر کا اعتراف کرے کہ یہ سب کچھ خدا کا ہے جو اس نے ہمیں عطا کیا ہے۔ ایمان اور اسلام نفس کی قربانی ہے' نماز اور روزہ جسم اور اس کی طاقتوں کی قربانی ہے۔ زکوٰۃ ان اموال کی قربانی ہے جو مختلف شکلوں میں ہم کو اللہ نے دیئے ہیں' جہاد وقت اور ذہنی و جسمانی صلاحیتوں کی قربانی ہے۔ قتال فی سبیل اللہ جان کی قربانی ہے۔ یہ سب ایک ایک طرح کی نعمت اور ایک ایک عطیئے کے شکریئے ہیں۔ اسی طرح جانوروں کی قربانی بھی ہم پر عائد کی گئی ہے تاکہ ہم اللہ تعالیٰ کی اس عظیم الشان نعمت پر اس کا شکریہ ادا کریں۔ اور اس کی بڑائی مانیں۔"

اہل سنت اصحاب الحدیث کی تو تاریخ ہی جان'مال بلکہ ہمہ قسم کی قربانیوں سے بھری پڑی ہے قرونِ اولیٰ سے لے کر آج تک انہوں نے اپنی اس روایت کو مضبوطی سے تھامے رکھا ہے۔ اصل تفصیل تو کسی دوسری مجلس میں بشرطِ زندگی ، اس وقت کچھ معمولی سی "جھلکیاں" دکھانا مقصود ہے۔

کبھی میدانِ بدر قربان گاہ ہے تو کبھی احد کا دامن۔ کبھی خندق کی صورت میں قربانی دی جا رہی ہے تو کبھی خیبر شکن بن کر۔ کبھی ظالم و جابر عباسیوں کے کوڑے امام اہل سنت احمد بن حنبلؒ کے نرم و نازک جسم پر برس کر اس سنت کی یاد کو تازہ کر

امام احمد بن حنبلؒ کے جسم نے عباسیوں کے کوڑے کھا کر قربانی کے مفہوم کو ایک نئی جہت عطا کی تھی

رہے ہیں تو کبھی امام ابوحنیفہؒ پس دیوار زنداں رہ کر اس کی آبیاری فرما رہے ہیں۔ کبھی ابن تیمیہؒ اولادِ ہلاکو و چنگیز سے معرکہ آرائی کر کے یادِ اسلاف کو تازہ فرما رہے ہیں تو کبھی کوئی سود و زیاں سے بے نیاز مجاہد باطل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر بات کر رہا ہے۔ یہ سلسلہ ختم نہیں ہوا بلکہ جاری ہے اور قیامت تک جاری رہے گا۔

"الجهاد ماض الى يوم القيمة" الحديث۔

یعنی یہ قربانیاں رہتی دنیا تک دی جاتی رہیں گے۔ اپنے ان عالی مرتبت عظماء کی زندگیوں پر جب نظر پڑتی ہے تو بے ساختہ فرزدق کا یہ شعر زباں پر رقص کرنا شروع کر دیتا ہے۔

اولئک ابائی فجئنی بمثلهم

اذا جمعتنا یا جریر المجامع

جب بھی مسلمانوں پر کوئی کٹھن وقت آتا ہے وہ بے خوف و خطر "آتش نمرودؑ" میں کود پڑتے ہیں اس کی تازہ ترین مثال افغانستان اور کشمیر ہیں۔ وہ کس قدر ناقابل فراموش مناظر ہیں کہ جب دنیاوی ذرائع و اسباب سے بے نیاز ننگلام کی دشوار گزار گھاٹیوں میں بسنے والے شیخ جمیل الرحمٰنؒ نے وقت کے فرعونوں کو للکارا اور یہ للکار اس وقت تک پورے جوبن اور شباب پر رہی جب تک کہ وہ بندۂ مومن اپنے حقیقی مطلوب و مقصود تک نہیں پہنچ گیا۔

بقول اقبال۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

افغان تاریخ میں آزادیٔ افغانستان کے معمار اول کی حیثیت سے ہمیشہ شیخ شہیدؒ کا نام سنہری حروف سے لکھا جاتا رہے گا۔ آج افغانوں کو جو عروج ملا ہے وہ بھی انہیں قربانیوں کا ثمرہ اور مرہون منت ہے ورنہ کہاں افغانستان کے بے یار و مددگار لوگ اور کہاں ماسکو کا سرخ ریچھ۔

دنیا والو عبرت حاصل کرو بھلا ایسے بھی کوئی برباد ہوتا ہے جس طرح کہ سوویت یونین۔ یہی وہ ناعاقبت اندیش لوگ تھے جنہوں نے بکواس کی تھی کہ "ہمارے خلابازوں نے تو خلا میں خدا کو بہت تلاش کیا ہے مگر وہ نہیں ملا۔" اور یہ کہ "ہم نے خدا کو اپنے ملک سے نکال دیا ہے۔ العیاذ باللہ!

اگر جذبے صادق ہو جائیں تو پھر وہ مختلف روپ دھار لیتے ہیں کبھی احمد بن حنبلؒ بنتے ہیں تو کبھی ابن تیمیہؒ۔ کبھی ان کو شاہ اسمٰعیل شہیدؒ سے تعبیر کیا جاتا ہے تو کبھی سید احمد شہیدؒ کے نام سے۔ کبھی ان کا تعارف شیخ جمیل الرحمٰنؒ کی ذات سے ہوتا ہے تو کبھی وہ ضیاء الحقؒ کی شکل میں ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ شرط اول و آخر صرف اور صرف اخلاص ہی کی ہے اور امت مسلمہ کے اندر دنیا کے کسی نہ کسی خطے میں عربوں اور عجمیوں کی صورت میں یہ صادق جذبے ہمیشہ زندہ رہتے ہیں ضرورت صرف غور و فکر کی ہے۔

ظلم، حرص و بخل کے تلخ ثمرات

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہؐ نے فرمایا:

(1) ظلم سے بچو! اس لیے کہ ظلم قیامت کے دن ظالم کے لئے تاریکیوں (مصیبتوں) کا موجب بنے گا۔

(2) اور شُحّ (حرص اور بخل) سے بچو، اس لئے کہ اسی چیز نے تم سے پہلے لوگوں کو تباہ کیا۔ اسی نے لوگوں کو قتل و خونریزی پر آمادہ کیا اور یہی جان، مال، آبرو کی بربادی اور دوسرے گناہوں کا محرک ہوا۔" (مسلم)

* * * * * * * *

صادق جذبے کبھی احمد بن حنبلؒ ابن تیمیہؒ شاہ اسمٰعیل شہیدؒ سید احمد شہیدؒ اور کبھی شیخ جمیل الرحمٰنؒ شہید کا روپ دھار لیتے ہیں

اسوہ خلیل (ع) اور افغان جهاد

ابو حذیفہ

کرہ ارض پر چار سو شرک کا گھٹاٹوپ اندھیرا ہے۔ ایک نوجوان تن تنہا خدا کی وحدانیت اور الوہیت پر مبنی، خدائی تعلیم اور ہدایت کی شمع لئے، اس اندھیر کو چکا چوند اجالوں میں تبدیل کرنے کا عزم کئے ہوئے ہے۔ شرک اور توحید کے اس معرکہ حق و باطل کا آغاز اپنے گھر ہی سے شروع ہو جاتا ہے۔ ستارے، چاند اور سورج کو اپنا رب کہہ کر، ان مظاہر کے زوال کے مشاہدے کو بنیاد بنا کر، قوم کے خود ساختہ خداؤں کی تکذیب کرنے کے "جرم" میں، اللہ کے خلیلؑ کو اپنے والد کی طرف سے سنگسار کرنے یا نکال دینے کی دھمکی ملتی ہے۔ لیکن خدا کے خلیلؑ کے پائے ثبات میں لغزش نہیں آتی۔

مشرکانہ رسوم و رواج کی ماری ہوئی قوم، لعب و لغو پر مبنی اپنے قومی اور روایتی میلے پر جاتی ہے تو، توحید کی شان سے واقف یہ نوجوان اپنی قوم کے سب سے بڑے بت خانے میں جا کر قوم کے "خداؤں" کو توڑ پھوڑ کر اپنا تیشہ "ایک بڑے خدا" کے کندھے پر رکھ دیتا ہے کہ اگر اس قوم میں کوئی بھی رجل رشید موجود ہے تو "بڑے خدا" کی اس بے بسی کا مشاہدہ کر کے اپنی جبین نیاز کو 'علی کل شی قدیر' کے حضور جھکا دے..... مگر ان میں ایک بھی رجل رشید نہیں تھا۔ قوم کے ساتھ مکالمہ ہوتا ہے تو بقول اقبال۔

نرم دم گفتگو، گرم دم جستجو

اس نوجوان کے ٹھوس دلائل اور نرم طبیعت کے سامنے پوری قوم بے بس ہو جاتی ہے۔ مگر آباؤ اجداد کے دین کو چھوڑنا آسان کب ہوا ہے؟ اس نوجوان کو اپنے 'خداؤں' کی اس ذلت کی سزا دلوانے کے لئے پوری قوم اپنے "الٰہِ وقت" نمرود کے دربار میں اپنے دین کے بچاؤ کے لئے دہائی دیتی ہے۔

اب خدا کے اس برگزیدہ پیغمبرؑ کا نمرود کے دربار میں اتنا جاندار، شاندار اور مکمل مکالمہ ہوتا ہے کہ قرآن مجید اس پر گواہی دیتا ہوا کہتا ہے کہ "کافر لاجواب ہو گیا"۔..... ہمیشہ سے یہی ہوا ہے کہ جب دلائل ساتھ چھوڑ دیتے ہیں تو جاہ و جلال سے کام لیا جاتا ہے۔ بر سر دربار ہونے والی اس رسوائی کے داغ کو دھونے کے لئے حضرت ابراہیمؑ کو آگ کے دہکتے الاؤ میں ڈالنے کی سزا سنائی جاتی ہے۔ پھر پوری دنیا میں یکتا و تنہا توحید کے اس علمبردار پیغمبرؑ کو دہکتے الاؤ میں ڈالا جاتا ہے اور عین اس وقت ساری توانائیوں کا سرچشمہ رب کائنات، آگ کو سلامتی والی سرد، ہونے کا حکم دے دیتا ہے۔ لیکن بقول شاعر۔۔۔

بے خطر کود پڑا آتش نمرود میں عشق
عقل ہے محو تماشائے لب بام ابھی

اس زندہ معجزے کے بعد بھی قوم کی ہٹ دھرمی، بے حسی اور جمود کو دیکھ کر، رضائے الٰہی کا یہ پیکر اپنی بیوی اور بھتیجے کو لے کر نامعلوم منزل کی طرف، اپنے خالق و مالک کی رہنمائی میں

دلائل طاغوت کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں تو وہ جاہ و جلال اور ظلم و ستم سے اہل حق کو خاموش کرنے کی کوشش کرتا ہے

اعلائے کلمۃ الحق کے لئے ہجرت کر جاتا ہے۔ ایک مجاہد کی زندگی دعوت، ہجرت اور جہاد سے عبادت ہوتی ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کی باقی ساری زندگی توحید کی دعوت دیتے ہوئے سفروں میں گزرتی ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کو دعوت توحید اور اعلائے کلمۃ الحق کے لئے ایک دست و بازو کی کمی، ایک عرصے سے شدت کے ساتھ محسوس ہو رہی تھی۔ جو آپ کی دعوت کو آئندہ نسلوں تک بھی منتقل کر سکے۔ اپنی زندگی جس خدا کی ذات کے لئے وقف کر دی تھی، وہی ذاتؑ آپ کو عمر مبارک کی صدی کے آخری عشرے میں ایک خلف رشید سے نوازتی ہے۔ جب اس عمر میں بیٹے کی ولادت کا یہ معجزہ رونما ہوتا ہے تو اس کے فوراً بعد آپؑ کو حکم دیا جاتا ہے کہ بڑھاپے کی اس اولاد اور بیوی کو مکہ مکرمہ کی بے آب و گیاہ اور ویران وادی میں چھوڑ آؤ۔ آپؑ تسلیم و رضا کا پیکر بن کر حکم الٰہی بجا لاتے ہیں کہ

ع دل نذر ناز کر دے، خود بے نیاز ہو جا

اس خدائی حکم کی تعمیل ایک باپ کے لئے کتنی مشکل ہو گی اس کا اندازہ ہر باپ لگا سکتا ہے، مگر متوکل علی اللہ باپ، یہ قربانی بھی کر گزرتا ہے۔ بیٹا ذرا بڑا ہوتا ہے تو باپ بیٹا دونوں معمار اور مزدور بن کر بیت اللہ کی دیواروں کو، بلند کر کے رضائے الٰہی حاصل کرتے ہیں۔ بعدازاں خدا کے حکم کی تعمیل میں آپؑ حج کی منادی کرتے ہیں۔ یہ بلاوا اور پکار اتنی پر خلوص اور بابرکت تھی کہ قیامت تک کروڑوں لوگ ہر سال، چار ہزار سال قبل کئے گئے اس اعلان کی تعمیل میں مکہ مکرمہ حج کے مناسک حق ادا کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی ذات نے اپنے کلامِ مقدس میں یہ بات نقل کی ہے کہ، ہم نے ابراہیمؑ کو چند باتوں میں آزمایا اور وہ ان پر پورا اترا"۔ آخری آزمائش، جو سب سے بڑی تھی، اللہ کا یہ الوالعزم پیغمبرؑ اس میں بھی پورا اترا۔ تین روز تک خواب میں آخری عمر کے لاڈلے بیٹے کو خدا کی راہ میں قربان کرتے ہوئے، دیکھتے ہیں۔ اپنے فرمانبردار بیٹے کے سامنے یہ خواب بیان کرتے ہیں تو مستقبل کا پیغمبر ذبیح اللہؑ بڑے صبر کے ساتھ اپنی جان کا نذرانہ پیش کرتے ہوئے باپ کے خواب کو عملی تعبیر دینے کے لئے تیار ہو جاتا ہے۔ ے

یہ فیضان نظر تھا یا کہ مکتب کی کرامت تھی
سکھائے کس نے اسمٰعیل کو آداب فرزندی

باپ بیٹے کی یہ ادا خدا کو اتنی پسند آئی کہ اللہ تعالیٰ نے رہتی دنیا تک، ہر سال ہر صاحبِ استطاعت اور ہر حاجی پر فرض کر دی۔

اگر حضرت ابراہیمؑ کی تمام زندگی کو ایک لفظ میں بیان کیا جائے تو وہ لفظ "قربانی" ہو گا۔ اپنے آباء و اجداد کے مشرکانہ عقائد کی قربانی، اپنے گھر بار اور قبیلے کی قربانی، اپنی جان کی قربانی، اپنے وطن کی قربانی، اپنے بیوی بچے کی رفاقت کی قربانی اور آخر میں آخری عمر کے لاڈلے بیٹے کی قربانی۔ آپؑ نے بچپن سے لے کر دمِ واپسی تک اعلائے کلمۃ الحق اور توحید کے لئے جو جہاد کیا اس کا لمحہ لمحہ قربانی سے عبادت ہے۔ حضرت ابراہیمؑ کی زندگی کا یہی ایک تابناک پہلو ہے جو آپ کی ساری زندگی پر حاوی ہے۔ یہی پہلو اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کی زندگی میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ ایک مسلمان کی زندگی خلیل اللہؑ کے ان الفاظ کا مظہر ہونی چاہئے جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی کتابِ مقدس میں نقل کیا ہے۔

"بے شک میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت تو بس خالق کائنات کے لئے ہے۔" امتِ مسلمہ کی تاریخ میں اگر کہیں کہیں سیاہ داغ اور دھبے موجود ہیں تو اس میں کتنے ہی ایسے درخشاں باب بھی موجود ہیں جن کی روشنی میں یہ دھبے ماند پڑ جاتے ہیں۔ بحیثیت مجموعی امتِ مسلمہ پر جب بھی کوئی آزمائش کی کٹھن گھڑی آئی تو اس نے اپنے اس دعویٰ کی تائید میں جان تک قربان کرنے سے گریز نہیں کیا۔ دور کیوں جائیں افغان جہاد کی درخشاں تاریخ کا ایک ایک ورق ہمارے سامنے ہے۔ یہ اپنے آغاز سے اپنے انجام تک مسلسل قربانیوں کا

خلیلؑ اللہ کا بلاوا اتنا پر خلوص تھا کہ آج تک کروڑوں لوگ اس کی تعمیل میں مناسک حج ادا کرتے ہیں

مسلسل سفر ہے۔

افغانستان میں ظاہر شاہی دور میں نواہی اور فواحش کی بہتات نے افغان معاشرے کی مسلم روایات کو تہہ و بالا کر دیا۔ کیمونزم کی نظریاتی اور یورپی ثقافت کی یلغار نے قرآن سنت کے حوالے سے اصلاحِ معاشرہ کی ضرورت کو دوچند کر دیا۔ اس دور میں توحید کے عنوان سے اصلاح و تبلیغ کا علم بلند کرنے والی ایک ہی شخصیت ہمارے سامنے آتی ہے۔ جسے لوگ شیخ جمیل الرحمٰنؒ شہید کے نام سے جانتے ہیں۔ خدا کا یہ بندہ افغان معاشرے کی اصلاح کے لئے اپنی جوانی کے جذبے اور ولولے، توحید کی شان نمایاں کرتے ہوئے صرف کر دیتا ہے۔ جب مومن کا سینہ ہر قسم کے طاغوت کی محبت سے پاک ہو جاتا ہے تو اس سینے میں غیر اللہ کے لئے کوئی گنجائش نہیں رہتی اور وہ ماسوا اللہ سے بے خوف ہو جاتا ہے شیخ جمیل الرحمٰن شہیدؒ نے کنڑ کے پہاڑوں، وادیوں اور دیہاتوں میں عقیدۂ توحید کا پرچار اور درس قرآن و حدیث کا اہتمام کیا۔ ہر داعی کی طرح آپ کی طرف سے خاندانی خانقاہ کی مخالفت کے جواب میں خاندان کے لوگ آپ کے خلاف ہو گئے۔ اس دوران آپ نے ظاہر شاہی اور داؤد شاہی اقدامات کی مخالفت کی تو وقت کے حکمرانوں نے آپ کے گرد اپنی مشینری کی حرکت تیز تر کر دی۔ آپ کے وعظ اور درس قرآن کی مجلسیں اپنا اثر دکھا رہی تھیں۔ داؤد شاہی دور میں تو آپؒ کے لئے آبائی گاؤں میں قیام کرنا ناممکن ہو گیا اور آپ کو اپنے آبائی گاؤں سے ہجرت کرنا پڑی۔

جب روس اپنے توسیع پسندانہ عزائم کے ساتھ کیمونزم کی یلغار کرتا ہوا افغانستان کی سرزمین میں داخل ہوا تو اس کے خلاف عام جدوجہد کا آغاز بھی شیخ جمیل الرحمٰنؒ شہید نے کیا اور جس خون کے قطرے کو سب سے پہلے سرزمین افغانستان کو بوسہ دینے کا اعزاز حاصل ہوا وہ خون بھی شیخ شہیدؒ کے شاگرد کا تھا۔ یہ فخر بھی کنڑ کو حاصل ہے کہ جہاد کا اولین مرکز یہی صوبہ بنا اور

حصول جنت اور چھ باتیں

آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ : تین باتیں اگر کسی شخص کے اندر پائی جائیں تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن اپنی حفاظت میں لے لے گا اور اسے جنت میں داخل کرے گا۔

(1) کمزوروں کے ساتھ نرمی کا برتاؤ

(2) والدین کے ساتھ شفقت و محبت

(3) غلاموں (اور خادموں) کے ساتھ اچھا سلوک۔

اور تین صفتیں ایسی ہیں کہ جس شخص میں پائی جائیں گی اللہ تعالیٰ اس کو عرش کے سایہ میں جگہ دے گا۔ اس دن جب اس کے سایہ کے سوا اور کوئی سایہ نہ ہو گا۔

(1) ایسی حالت میں وضو کرنا کہ جب وضو کرنے کو طبیعت نہ چاہے۔

(2) تاریک راتوں میں مسجد کو جانا (تاکہ جماعت میں شامل ہو)

(3) بھوکے آدمی کو کھانا کھلانا۔

(ترغیب و ترہیب)

پھر یہ جہاد پورے افغانستان میں پھیل گیا

میں اکیلا ہی چلا تھا جانبِ منزل مگر
قافلے ملتے گئے اور کارواں بنتا گیا

نہتے افغان احزاب نے اعلائے کلمۃ الحق کے لئے جہاد، صرف خدا پر توکل کرتے ہوئے شروع کیا تھا۔ سپرپاور کے سامنے خالی ہاتھ ڈٹ جانے کا حوصلہ اور جرأت، جذبہ ایمانی کی طاقت، قرآنی بشارتوں اور صداقتوں پر ایمان کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتی۔ اس وقت مادیت پرست، مجاہدین کے اس اقدام کو حماقت اور خودکشی تصور کر رہے تھے اور خود مجاہدین کے حاشیۂ خیال میں بھی یہ بات نہ تھی کہ خدا پر بھرپور توکل، یہ کرشمہ بھی دکھا سکے گا اور اس جہادی کوشش میں اتنی برکت شامل ہو جائے گی کہ روس کی تحلیل کے بعد آزاد ہونے والی پندرہ ریاستوں میں سے

سرزمین افغانستان کو بوسہ دینے والا سب سے پہلا قطرۂ خون شیخ جمیل الرحمٰن شہیدؒ کے شاگرد کا تھا

چھ مسلم ریاستیں بھی اسی جہاد کے ثمرات کے طور پر آزاد ہو جائیں گی۔ مادیت پرستی کا یہ تصور خدا پر ایمان کی نفی کرتا ہے اگر مادی وسائل ہی سب کچھ ہوتے تو اپنے مفادات کی خاطر افغان مجاہدین کی مدد کرنے والا امریکہ ویت نام میں کیوں ذلت آمیز شکست سے دوچار ہوتا۔ افغان مجاہدین نے بارود اور لوہے کے اس طوفان کے سامنے اپنے خون کی سدِ سکندری تعمیر کر کے لادینی نظریات کو نہ صرف افغانستان سے نکال باہر کیا بلکہ ماسکو میں پناہ لینے پر مجبور کر دیا اور اب یہ وقت بھی آیا ہے کہ خود روس میں کیمونزم کا نظریہ ناکام تصور کیا جانے لگا ہے۔

اب دیکھئے کہ افغان مجاہدین نے افغان جہاد میں حضرت ابراہیم علیہ والسلام کے اسوۂ حسنہ کے کن کن پہلوؤں پر عمل کیا ہے۔ شیخ جمیل الرحمٰن شہیدؒ نے شرک و بدعت کے خلاف توحید کی دعوت اور قرآن و سنت کی تعلیم پر مبنی درس و تدریس کا سلسلہ شروع کیا تو اپنے ہی خاندان کے لوگ مخالف ہو گئے اور دعوت کا سلسلہ پھیلا تو آپؒ کو علماء سوء اور حکومت کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا۔ اس مرحلہ پر آپ کو ہجرت بھی کرنا پڑی۔ ابھی دعوت کا یہ مرحلہ جاری تھا کہ جہاد کا مرحلہ شروع ہو گیا۔ اس مرحلہ میں تمام افغان احزاب نے جس جان سپاری اور جان نثاری کا مظاہرہ کیا۔ مادہ پرست دنیا کے لئے حیرت انگیز ہی نہیں ناقابل یقین بھی تھا۔ اس جہاد میں سولہ لاکھ مسلمانوں نے اپنے لہو کا نذرانہ پیش کیا تھا تو کیا وہ اسوۂ خلیلؑ کی پیروی میں نہیں دیا تھا؟ کیا وہ احیاء اسلام کی تڑپ کے لئے نہ تھا؟ جب ہم سولہ لاکھ شہداء کا لفظ ادا کرتے ہیں تو نہ جانے کتنے یتیموں کے معصوم چہرے اور کتنی بیواؤں کے عفت ماب آنچل اور شہادتوں کے مناظر نظروں کے سامنے لہرانے لگتے ہیں۔ جب افغانستان کی حکومت اعداد و شمار جمع کرے گی تو پتہ چلے گا کہ کتنے لوگ خدا کی راہ میں قربانی دیتے ہوئے شہید، کتنے معذور اور کتنے لاپتہ ہوئے۔ یہ سب قربانیاں صرف اعلائے کلمۃ الحق اور اسلامی حکومت کے قیام کے لئے دیں گئی تھیں۔ یہ قربانیاں افغان مجاہدین نے ہنسی خوشی خدا کی رضا کے حصول کے لئے دی تھیں ؎

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا!

اس قربانی کے عوض افغان احزاب کو کیا ملا؟ صرف اسلامی حکومت کے قیام کا ایک زریں موقعہ۔ اغیار نے چودہ سالہ جہاد کے دوران ہر مرحلے کو اپنی سازشوں سے کٹھن بنانے کی کوشش کی۔ کبھی انہوں نے لسانی بنیادوں پر، کبھی جغرافیائی، نسلی اور کبھی فقہی اختلافات کو درمیان میں لا کر غلط فہمیاں پیدا کیں۔ مگر افغان ایک غیور اور ذہین قوم ہے۔ اس نے مومنانہ فراست سے کام لیتے ہوئے ہر کٹھن مرحلے کو بڑی کامیابی سے طے کر لیا۔ افغان قوم میں چاہے جتنے بھی اختلافات سامنے آئیں ہیں ان میں ایک بات بڑی خوش آئند رہی ہے کہ ایک بنیادی بات پر تمام احزاب شروع سے اب تک متفق رہے ہیں اور وہ ہے اسلامی حکومت کا قیام۔ اس مقصد کے ساتھ نہ کسی حزب نے بے وفائی کی ہے اور نہ کوئی سمجھوتہ، اور یہی مقصد سے وفاداری افغان جہاد کے بار آور ہونے کی وجہ بنی۔ جہاد کے ثمرات کو بے ثمر کرنے کے لئے بیرونی سازشیں پہلے بھی کارفرما رہی ہیں اور عبوری حکومت کے قیام اور اس کے بعد کے نازک مرحلوں میں بھی وہ اپنا ہاتھ دکھانے سے باز نہیں آ رہیں۔ وہ ہر طرح سے اسلامی حکومت کے قیام سے خوف زدہ ہیں۔ شائد اس لئے کے ایک سپرپاور کا حشر، دوسری سپرپاور کو خوف زدہ کرنے کے کافی ہے۔

ہمیں یقین ہے کہ افغان قوم نے ماضی میں بھی مومنانہ بصیرت سے کام لے کر ان سازشوں کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیئے تھے اور انشاء اللہ آئندہ بھی ایسے ہی ہو گا اور اسلام کے دشمنوں کو منہ کی کھانی پڑے گی۔

اسلامی تاریخ کے کئی باب اتنے درخشاں ہیں کہ ان کی روشنی میں، کہیں کہیں موجود سیاہ دھبے ماند پڑ جاتے ہیں

بوسنیا پر آگ و آہن کی بارش

عالم اسلام اپنے نادان دوستوں اور متعصب دشمنوں کی وجہ سے نت نئے چیلنجوں اور مسائل سے دو چار ہے۔ افغانستان کا مسئلہ جو چودہ سال سے پوری دنیا کے بدن پر ناسور بن کر رس رہا تھا اللہ کے فضل و کرم، انصار کی ہمدردی اور تعاون، عالم اسلام کی اخوت، راسخ العقیدہ مسلمان بھائیوں کی جانی اور مالی قربانی اور عالم اسلام کے اقتصادی سرچشموں کے تعاون سے، افغان قوم نے حل کر لیا ہے۔ غیور افغان قوم نے اپنے دشمنوں اور بدخواہوں کی سازشوں کے جال تارِ عنکبوت کی طرح تار تار کر کے، ان کو حیران کر دیا اور عالم اسلام کے ماتھے پر مسلم افغانستان کا جھومر سجا دیا مگر

ابھی عشق کے امتحاں اور بھی ہیں

عالم اسلام میں جہاں کہیں دیکھیں، نظر دوڑائیں آپ کو مسلمان ظلم و بربریت کا نشانہ بنتا ہوا نظر آئے گا۔ کشمیر ہو یا فلسطین، اری ٹیریا ہو یا فلپائن ابھی ان مظلوم مسلمانوں کی فریاد کو کوئی محمد بن قاسمؒ، کوئی موسیٰ بن نصیرؒ اور کوئی طارق بن زیادؒ نہیں پہنچ سکا تھا کہ یورپ کے عین قلب سے بوسنیا ہرسک یا بوسنیا ہرزی گووینا کا مسئلہ پورے عالم کے لئے عموماً اور عالم اسلام کے لئے خصوصاً ایک دردناک چیلنج بن کر ابھرا ہے۔ ”یوگوسلاویہ کی مسلم ریاست بوسنیا، جیسے بھیڑیوں کے نرغے میں ایک میمنا۔

سابق یوگوسلاویہ (YUGOSLAVIA) میں شامل آٹھ

تحریر: جمیل اختر

ریاستوں (1) سلووینیا (SLOVENIA)، (2) کروشیا (CROATIA)، (3) بوسنیا ہرزی گووینا (BOSNIA - HER - CEGOVINA)، (4) واجوودینا (VOJVODINA)، (5) سربیا (SERBIA)، (6) مانٹی نیگرو (MONTENEGRO)، (7) کوسوفو (KOSOVO)، اور (8) مقدونیا۔ میں سے تین ریاستوں

(1) سلووینیا (2) کروشیا اور (3) بوسنیا ہرزی گووینا یا بوسنیا ہرسک نے 1992ء کے اوائل میں ہونے والے ریفرنڈم کے نتیجے میں

افغان قوم نے اپنے دشمنوں کی ہر سازش کو تار عنکبوت کی طرح تار تار کر کے پوری دنیا کو حیران کر دیا

ماہنامہ

دعوت

DAWAT

قُلْ هٰذِهِ سَبِيلِي أَدْعُو إِلَى اللّٰهِ عَلَىٰ بَصِيرَةٍ أَنَا وَمَنِ اتَّبَعَنِي وَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ۔ سورۃ یوسف

بانی : امامُ الجہاد الشیخ جمیل الرحمٰن شہیدؒ

سرپرست : الشیخ سمیعُ الله
امیر جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ - افغانستان

58

ذوالحجہ 1412ھ / جون 1992ء شمارہ نمبر11- جلد نمبر5

صاحب امتیاز کلچرل کمیٹی جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ افغانستان

ہمارے نمائندے

افغانستان : عبدالحمید شورش	سعودی عرب : فیضان الٰہی
اسلام آباد : عفیف احمد	امریکہ : عبدالرحمٰن احمد
پشاور : غنی اللہ مسلم	برطانیہ : منوّر علی
لاہور : حماد شاکر	جرمنی : وائی ایم متیم
کراچی : چوہدری ظہور احمد	ھالینڈ : عماد الدین بحری اسمٰعیل
کوئٹہ : عرفان مینگل	مظفرآباد : بشیر قریشی

زرِ تعاون

پاکستان میں	بیرونی ممالک کیلئے
ماہانہ : ۱۰ روپے	ماہانہ : ۲ ڈالر
سالانہ : ۱۰۰ روپے	سالانہ : ۲۰ ڈالر

جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ اکاؤنٹ نمبر ۱۹۴۶۵ حبیب بنک کینٹ صدر - پشاور

اس شمارے میں

1- اداریہ - لا تثریب علیکم الیوم 2
2- افغان حکومت کے استحکام، بحالی اور تعمیر نو کے حوالے سے انصار بھائیوں کی تجاویز 5
3- افغان جہاد کی روح رواں شیخ جمیل الرحمٰن شہیدؒ اور جماعۃ الدعوۃ 7
4- قربانی کا ایک درخشاں پہلو 11
5- اسوۂ خلیل اور جہاد افغانستان 15
6- بوسنیا پر آگ و آہن کی بارش 19
7- خواہشات نفس کے بکرے کو بھی قربان کر (نظم) 24
8- البانیہ میں 23 سال بعد اذان کی بازگشت 26
9- ضب -- گوہ یا سانڈا؟ 28
10- غصہ --- ایمان سوز دشمن 30
11- شہادت حسینؓ کے نتائج 35
12- قرآن مجید کا تعارف، اعداد و شمار کے حوالے سے 41
13- درحقیقت اولیاء اللہ کون ہیں؟ 43
14- فحاشی کے خلاف مہم 45
15- آپ کے خطوط 47

PROPERTY ACKU
احمد شاہ
Ahmad Shah
Ahmad Shah

پتہ: کلچرل کمیٹی جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ (اھلحدیث) افغانستان پوسٹ بکس نمبر ۶۱۴ - پشاور - پاکستان

آزادی حاصل کی ہے۔ یوگوسلاویہ کی یہ تمام ریاستیں پہلی جنگ عظیم سے قبل سلطنتِ عثمانیہ کے زیر تسلط تھیں۔ کئی صدیوں پر محیط عثانی دورِ حکومت میں' اپنی فطری سادگی اور سچائی کی بناء پر اسلام یہاں فروغ پذیر ہوا' عیسائی آبادی بغیر کسی جبر کے مسلمان ہو گئی اور یوں اسلام' عیسائیت کے بعد دوسرا بڑا مذہب قرار پایا۔ اسلام قبول کرنے والوں میں یہاں کی تمام قومیں شامل تھیں۔ یہاں کے مسلمانوں میں ترکوں کے علاوہ سربیائی اور کروشیائی بھی شامل ہیں۔

یوگوسلاویہ پر قابض کیمونسٹ حکمران اگرچہ تمام مذاہب کو مٹانے کی کوشش کرتے رہے ہیں مگر ان کا خصوصی ہدف اسلام ہی رہا ہے۔ دوسرے منفی ہتھکنڈوں کے علاوہ انہوں نے مذہبی اور نسلی منافرت کو خاص طور پر ابھارا۔ مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان اختلاف کی خلیج حائل کر دی۔ یوگوسلاویہ کی جانشین سربیائی حکومت' آزادی حاصل کرنے والی دوسری ریاستوں کو برداشت کرنے پر تیار نہیں ہے۔ پہلے وہ کروشیا کے خلاف صف آراء تھی تو اب بوسینا ہرسک کے خلاف مصروف پیکار ہے۔ بوسینا کے شمال اور مشرقی علاقے میں سربیائی ریاست قائم ہے جو جنگ جُو' کرخت' سفاک اور دہشت گرد فطرت رکھنے والی قوم ہے جو سرب نسل کے نسل پرست باشندوں پر مشتمل ہے۔

یوگوسلاوی حکومت سربیائی ریاست کی اس جارحیت کی' بھاری مقدار میں ہر قسم کا اسلحہ فراہم کر کے' حمایت کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ وہ فوج کے جوانوں اور افسروں کی شکل میں افرادی قوت بھی مہیا کر رہی ہے۔ سرب دہشت گردوں' جن کو خود بوسینا ہرزی گوینا میں موجود سربیوں کی حمایت بھی حاصل ہے' کی کاروائیوں کا نشانہ بوسینا کا دارالحکومت "ساراجیوو" کا خوبصورت شہر ہے۔ مساجد اور دینی ادارے جو مسلمانوں کے ثقافتی اور تہذیبی مراکز ہیں' آگ و آہن کی اس بارش سے تباہ ہو گئے ہیں اور یوں شہر کھنڈر میں تبدیل ہو رہا ہے۔

پورے بوسینا میں عموماً اور دارالحکومت ساراجیوو میں خصوصاً قتل و غارت گری اور سفاکی کی تازہ لہر اس وقت شروع ہوئی جب 6 اپریل 1992ء میں یورپی ملکوں اور امریکہ نے بوسنیا اور دوسری دو ریاستوں کو تسلیم کر لیا۔

اقوام متحدہ نے تو بوسنیا ہرزی گوینا کو رکنیت بھی دے دی مگر سربیا نے بوسنیا کی آزادی کو تسلیم نہیں کیا بلکہ طاقت کے زور پر اسے ہڑپ بھی کرنا چاہتا ہے۔ بوسینا میں موجود چودہ لاکھ سرب آبادی نے آزادی کے حق میں ہونے والے ریفرنڈم کا بائیکاٹ کیا تھا۔ یہی سرب اب دہشت گردی پر اتر آئے ہیں۔

سابق یوگوسلاویہ کی جانشین سربیائی ریاست کے صدر مائیلو سیوک اور اس کے کارندوں کے ظلم و ستم سے قبل بوسنیا کے لوگ نسلی اعتبار سے ایک متحدہ سوسائٹی کی حیثیت سے بڑے پُرامن رہ رہے تھے۔ جو آپس میں شادیاں بھی کرتے تھے اور دوستیاں بھی۔ اقوامِ متحدہ کے ہائی کمیشن برائے مہاجرین کی ایک ذمہ دار خاتون کا کہنا ہے کہ "اب ہم سن رہے ہیں کہ "گھر والوں کے سامنے گھر کے مردوں (یعنی باپ اور بیٹوں) بلا امتیاز قتل کیا جا رہا ہے۔" یوں محسوس ہوتا ہے کہ 500 سال قبل یہاں اسلام کے فروغ سے وقت سے ہی عیسائیوں کے نہاں خانہِ دل میں مسلمانوں کو دبا کر رکھنے کی خواہش کہیں چھپی بیٹھی تھی اور مسلسل دھیمی آنچ کی طرح ان کو جلائے جا رہی تھی' وقت آنے پر وہ شعلہ جوالا بن کر بھڑک اٹھی ہے۔ سربیا کے سرب نسل کے نیم فوجی دستے پہاڑوں پر واقعہ اپنی کمین گاہوں سے مسلمانوں کے رہائشی علاقوں کو ہدف بنا کر شہر کو کھنڈر بنا رہے ہیں۔ ترکوں کے زمانے کی تاریخی عمارات حتیٰ کہ دارالحکومت میں موجود عجائب گھر کو بھی نذر آتش کر دیا گیا۔ جنگ سے متاثرہ علاقوں کے دیہاتی اور شہری' دوسرے علاقوں یا قریبی ریاستوں کی طرف ہجرت کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں۔

اپریل کے شروع میں امن پسند شہریوں کی طرف سے ایک امن ریلی منعقد کی گئی جسے پارلیمنٹ کے سامنے احتجاج کرنا تھا۔ جب یہ پرامن احتجاج ہو رہا تھا تو قریبی دریا کے دوسرے

عثانی دورِ حکومت میں یہاں اسلام اپنی فطری سادگی اور سچائی کی بناء پر فروغ پذیر ہوا

کنارے پر موجود سرب نسلی کے دہشت گردوں نے مظاہرین پر گولی چلا دی' دوسری طرف اسی وقت پارلیمنٹ کے عین سامنے واقع ایک ہوٹل "ہالی ڈے ان" کی عمارت میں واقع "سربین ڈیموکریٹک پارٹی' کے دفتر سے بھی گولیوں کی بوچھاڑ ہوئی جس سے کئی مظاہرین ڈھیر ہو گئے۔ اس دفتر میں واقع سربین ڈیموکریٹک پارٹی کے صدر روان کراجک کا کہنا ہے کہ "بوسینا ایک آزاد ملک کی حیثیت سے زندہ نہیں رہ سکتا۔ بہتر ہے کہ اسے تین حصوں میں تقسیم کر دیا جائے اور ان کی ایک کنفیڈریشن بنا دی جائے۔ روان کراجک کے اس بیان کے بعد ہزاروں نہتے عوام ہوٹل "ہالیڈے ان" پر چڑھ دوڑے روان کراجک بھاگنے میں کامیاب ہو گیا۔ مگر وہاں موجود اس کے آدمیوں کو زدو کوب کیا گیا اور کمروں میں توڑ پھوڑ کی گئی۔

انہی دنوں سرب اور کروشائی سیاست دانوں کی ایک خفیہ میٹنگ آسٹریا کے شہر گریز میں ہوئی۔ جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ بوسینا کے مشرق' اور مغرب کے کچھ علاقے کاٹ کر سرب اور کروش باشندوں کی الگ الگ دو ریاستیں قائم کر دی جائیں یہ علاقے مشرق میں سربیا کے ساتھ اور مغرب میں کروشیا کے ساتھ ملتے ہیں۔ سربین ڈیموکریٹک پارٹی کے لیڈر روان کراجک نے کروشین ڈیموکریٹک یونین کے قائم مقام صدر میٹ بوبان سے ایک ملاقات کے بعد واضح طور پر کہا کہ وہ بوسینا کے بعض مسلم اکثریت کے علاقوں کو آپس میں بانٹنے پر متفق ہو گئے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان حالات میں یورپی برادری کی قائم کردہ مصالحتی کمیٹی کی کیا افادیت اور اہمیت رہ جاتی ہے۔

اندروں خانہ تہہ در تہہ سازشوں کے ساتھ ساتھ جس بربریت سے بوسینا کو جنگی کارروائیوں کا نشانہ بنایا جا رہا ہے اس کا اندازہ اس بات سے کیا جا سکتا ہے کہ ساراجیوو جانے والی سڑکوں پر یوگو سلاویہ کی وفاقی فوج کا پہرہ ہے۔ برطانیہ کے سابق سیکرٹری لارڈ کیر ینگٹن نے 23 اپریل کو ساراجیوو کا دورہ کیا اور امن مذاکرات کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ مشیروں نے اسے ہوائی اڈے کے علاوہ کہیں اور نہیں جانے دیا یہاں تک کہ اسے اقوام متحدہ کے ہیڈ کوارٹر تک بھی نہ جانے دیا گیا۔

بوسینا کے مسلم حریت پسندوں نے 181 یوگوسلاویہ فوجیوں کو گھات لگا کر پکڑ لیا۔ اس کا جواب سربیا نے ایک بہت بڑے حملے کی صورت میں دیا۔ یوگوسلاویہ کی ایک لاکھ وفاقی فوج بوسینا میں تعینات کر دی گئی ہے ۔ اس کے علاوہ سلوونیا' کروشیا اور مقدونیا میں متعین فوج کو بھی بوسینا میں بکھیر دیا گیا ہے۔ اس طرح سلاوی فوج بوسینا کو طاقت کے ذریعے اپنے ساتھ رکھنا چاہتی ہے۔ آس پاس کی ریاستیں بھی بوسینا میں ہونے والی کارروائی کو سرد مہری سے دیکھ رہی ہیں۔ یوگوسلاویہ کے ذرائع ابلاغ سرب مقاصد کی تکمیل کر رہے ہیں۔

سربیائی باشندوں کا دعویٰ ہے کہ انہوں نے بوسینا کے ستر فی صد رقبہ پر قبضہ کر لیا ہے اور وہ بوسینا کو "سرب ری پبلک آف بوسینا" کے نام سے پکار رہے ہیں۔ کروشیا اور بوسینا ہرزی گوینا میں سربیوں کے بمباری سے سات لاکھ افراد بے گھر ہو گئے ہیں۔ بلقانی ریاستوں کے جھگڑے کے نتیجے میں دس لاکھ کے قریب پناہ گزین پہلے ہی کیمپوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں۔

سربیا شہری آبادیوں پر بمباری کر کے بوسنیا کے بارہ ہزار نہتے انسانوں کو موت کی نیند سلا چکا ہے۔ اور 1.5 ملین انسانوں کو بے گھر کر چکا ہے۔ ان کی جائداد تباہ کر دی گئیں اور ان کے لئے جینا حرام کر دیا گیا۔

سفاک سربیوں نے پہلے کروشیا کے خلاف جارحیت کی' اب ان کا نشانہ بوسینا بنا ہوا ہے۔ مبصرین کے خیال کے مطابق ان کا اگلا نشانہ کوسوفو ہو گا۔ کوسوفو میں بیس لاکھ کے قریب البانوی موجود ہیں۔ یہ بات اس لئے صحیح معلوم ہوتی ہے کے البانیہ مسلم اکثریت کا واحد یورپی ملک ہے اور یوگو سلاوی فوج اپنی ہمسائیگی میں ایک مسلم ریاست کو ابھرنے کی کبھی اجازت نہیں دے گی۔

اب تک جو اقدامات بین الاقوامی برادری نے کئے ہیں وہ

یوگوسلاوی کیمونسٹ حکمرانوں نے مذہبی اور نسلی منافرت ابھار کر مسلمانوں اور عیسائیوں کے درمیان اختلاف پیدا کر دیئے

بالکل سطحی نوعیت کے ہیں۔ امریکہ نے بغداد سے سفیر بلا لیا ہے اور اس کے جہازوں کو امریکہ اترنے سے روک دیا ہے۔ نیویارک اور سان فرانسسکو میں اس کے سفارت خانے بند کر دیے ہیں۔ یورپی برادری نے بھی اپنے سفیروں کو بلغراد سے واپس بلا لیا ہے اور سربیا اور مونٹی نیگرو کے ساتھ درآمدات کو بند کر دیا ہے۔ امریکی صدر بش کا کہنا ہے کہ امریکہ کی افواج کا سربیا کے خلاف بوسنیا میں جانا خارج از امکان ہے۔

بوسنیا کے صدر عزت بیگس نے اقوام متحدہ سے اپیل کی ہے کہ وہ ان کے ملک کی آزادی اور خود مختاری کے لئے بھرپور اقدام کرے۔ انہوں نے مسلم ممالک سے کہا ہے کہ انہیں خالی خولی بیانات کی بجائے عملی اقدامات کرنے چاہئیں۔ ان کے وزیر خارجہ کا کہنا ہے کہ بوسنیا کے مسلمانوں کو ختم کیا جا رہا ہے اور ساری دنیا خاموش ہے۔ بوسنیا کی مسلم خواتین اپنے مردہ بچوں کو گودوں میں لئے چیخ چیخ کر کہہ رہی ہیں "کہ ہم معصوم ہیں پھر کیوں ہمارا قتل عام جاری ہے؟"

بوسنیا کے باشندے موثر بیرونی طاقتوں خصوصاً یورپی قوموں کی بے حسی کی وجہ سے مایوسی کا شکار ہیں۔ جو سربیائی فوج کی ان کاروائیوں کے خلاف کوئی موثر اقدام نہیں کر رہیں جن کے نتیجے میں مسلمانوں کو کچلا جا رہا ہے۔ موثر اقتصادی ثقافتی اور سفارتی پابندیاں لگا کر اس جارح کا ہاتھ روکا جا سکتا ہے۔ اگرچہ عالم اسلام کے اکثر ممالک نے بوسینا کی آزادی کو تسلیم کر لیا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ عالم اسلام نے ان مجبور اور مقہور اپنے مسلمان ساتھیوں کی کیا مدد کی ہے۔

پاکستان سمیت چند ایک ممالک نے اپنے سفیروں کو واپس بلایا ہے۔ ایران نے اسلامی تنظیم کے وزراء خارجہ کی میٹنگ کے لئے بھی کہا ہے۔ جبکہ مصر نے اس کی حمایت کی ہے۔ ترکی کے صدر ترگت اوزال نے بھی سربیا کے خلاف بین الاقوامی اقدام پر زور دیا ہے۔ ان کا یہ اقدام اس لئے جرات مندانہ سمجھا جاتا ہے کہ ترکی ہمیشہ اس بات کا خیال رکھتا ہے کہ وہ مسلمانوں کے حقوق کے سلسلے میں زیادہ سرگرمی نہ دکھائے مبادا اس کے تعلقات یورپ سے خراب ہو جائیں۔

بلجیم، فرانس اور برطانیہ نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں ایک قرار داد پیش کی تھی جو اتفاق رائے سے تسلیم کر لی گئی۔ اس قرارداد میں سربیا کو بوسنیا سے نکل جانے کے لئے کہا گیا تھا اور یہ کہ تمام فریق اقوام متحدہ کے تحت ہونے والی جنگ بندی کا احترام کریں۔ قرارداد میں بطروس غالی پر بھی زور دیا گیا کہ وہ بوسنیا کے دارالحکومت ساراجیو کے ایرپورٹ اور انسانی بنیادوں پر بھیجی جانے والی امداد کی حفاظت کے لئے اقدامات کریں۔ یہ مطالبہ بھی کیا گیا تھا کہ اس مسئلہ کے تمام فریق سیاسی حل تلاش کرنے کی کوششوں میں تعاون کریں۔ اور یہ کہ کسی ملک کو طاقت کے بل بوتے پر اپنی سرحدیں تبدیل کرنے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ اس کے باوجود حالات بد سے بدتر ہوتے جا رہے ہیں۔

امریکی پریس نے اپنے ملک کے وزیر خارجہ جیمس بیکر پر تنقید کی ہے کہ ان کا ملک کیوں خاموش تماشائی بنا ہوا ہے۔ اس کے بعد جیمس بیکر نے بین الاقوامی برادری سے کہا ہے کہ وہ سربیا اور اس کے حلیف مونٹی نیگرو پر سیاسی سفارتی اور معاشی پابندیاں عائد کرے۔ خود صدر بش کو اس بات پر سب سے زیادہ غصہ ہے کہ سربیائی باشندوں نے اقوام متحدہ اور ریڈکراس کے امدادی سامان تک کو روک لیا ہے۔ دوسری طرف بطروس غالی نے (جو خود بھی عیسائی ہیں) اقوام متحدہ کی امدادی جماعت کے افراد کو واپس بلا لیا ہے کہ کہیں سربیائی ان پر بھی حملے نہ شروع کر دیں اور وہاں کے مجبور و مقہور باشندوں کو سربیائی فوج کی سفاکی کا شکار بننے کے لئے چھوڑ دیا ہے۔ حالانکہ سعودی عرب نے تمام اخراجات کی ذمہ داری قبول کرتے ہوئے ابتدائی طور پر 50 لاکھ ڈالر کی امداد کا اعلان بھی کیا ہے۔ لیکن اس کے باوجود غالی امن فوج بھیجنے کی مخالفت کرتے رہے۔ ان کا کہنا ہے کہ مستقل جنگ بندی ہو جائے تو پھر امن فوج بھیجی جا سکتی ہے۔

سعودی حکومت نے محصور بوسنیائی باشندوں کی امداد کے لئے ابتدائی طور پر 50 لاکھ ڈالر کی امداد کا اعلان کیا ہے

عالم اسلام کے مسلمان عوام دنیا بھر کے مظلوم طبقات سے ہمدردی اور ایثار کے جذبات رکھتے ہیں۔ بلکہ موقع ملنے پر ہر قسم کی قربانی دینے پر تیار ہو جاتے ہیں۔ افغانستان کے مسئلے پر عالم اسلام کے مسلمانوں نے جس طرح افغان مجاہدین کے شانہ بشانہ مالی اور جانی جہاد کیا ہے وہ اس کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ مگر عالم اسلام کے دین حنیف سے دور اور ناواقف بالادست طبقات نے اپنے اپنے مفادات کے لئے مسلمانوں کو سیاسی' معاشی' ثقافتی اور جغرافیائی طبقات میں بانٹ رکھا ہے۔ مسلمان اگرچہ افغان مسئلہ حل ہو جانے کی وجہ سے خوش ہیں مگر اس کے ساتھ ساتھ اس بات سے خوف زدہ بھی ہیں کے کہیں عالم اسلام کو کشمیر فلسطین' اریٹیریا اور برما جیسے مسائل کے بعد بوسینا کا مسئلہ درپیش نہ آ جائے اور جو عالم اسلام کی بےعملی' کمزوری' بے حسی اور فکری انتشار کا احساس دلاتا رہے۔ خدا نہ کرے کہ مشرقی یورپ میں موجود مسلمانوں کا وجود ختم ہو جائے اور یوں بیسویں صدی کے آخری عشرہ میں وہی تاریخ نہ دہرائی جائے جو چودھویں صدی کے آخری عشرہ میں سپین کو مسلمانوں سے خالی کرا لینے کے بعد لکھی گئی تھی۔

* * * * * * * *

معاشرہ کا بگاڑ اور قوموں کا عروج و زوال

مولانا سید ابوالحسن علی ندوی

کسی بھی معاشرہ کا بگاڑ اور اخلاقی اصولوں سے نظر اندازی' حرص و طمع' بڑھی ہوئی مال کی محبت' ظلم و زیادتی' ناجائز قبضہ اور برائیوں کا اثر اس میں ملوث افراد ہی تک محدود نہیں رہتا' بلکہ اس کے اثرات پورے معاشرہ میں پھیل جاتے ہیں اور ہروہ معاشرہ' جو ان جرائم پیشہ افراد کو نظرانداز کرتا ہے' وہ خود ان جرائم میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ہمیں تاریخ میں بہت سی ایسی تہذیبیں اور ثقافتیں نظر آتی ہیں' جو عرصہ دراز تک ترقی کے بام عروج پر متمکن تھیں' لیکن جب اس میں اخلاقی انتشار عام ہوا' حرص و ہوس اور مال کی بڑھی ہوئی محبت نے غلبہ پایا' انسانی ناموس و عزت کو پامال کیا جانے لگا اور لوگ اپنی نفسانی خواہشات اور ذاتی اغراض کو پورا کرنے میں لگ گئے' دین و مذہب کی تعلیمات اور اخلاقی قدروں کو پس پشت ڈال دیا گیا اور ان کی تحقیر و تضحیک کا معاملہ شروع ہو گیا' تو یہ ترقی یافتہ تہذیبیں برباد اور نیست و نابود ہو گئیں۔ مثلاً روم ٹھیک اس وقت اپنی برائیوں کی آگ میں جل رہا تھا' جب وہاں کے فلاسفہ' ادباء' شعراء اپنی بحث و نظر' تحقیق و تخلیق میں ہمہ تن مصروف و منہمک تھے اور فساد گھروں سے نکل کر بازاروں اور سڑکوں تک پھیل چکا تھا' چھوٹے بڑے ہر طرح کے گھرانے اس میں ملوث تھے' مختلف طبقات آپس میں برسرپیکار تھے' ہر شخص بربادی' ظلم و زیادتی کے دہانہ پر کھڑا تھا' انہی وجوہات کی بنا پر جب آتشی آندھی چلی' تو اپنی فتوحات' عمارات' تہذیب اور معیار معیشت پر غیر معمولی ترقی کے باوجود' جو ضرب المثل کی حد تک پہنچ گئی تھی' رومن امپائر اس سے بچ نہ سکا اور نہ اس کا دفاع ہی کر سکا اور پورا ملک اس آیت کریمہ کا مصداق بن گیا' جس میں ظالم قوموں کے انجام و عواقب کا تذکرہ ہے۔ فرمایا گیا:

(اور ہم نے بہت سی بستیوں کو ہلاک کر ڈالا جو اپنی (فراخئ) معیشت میں اترا رہے تھے' سو یہ ان کے مکانات ہیں جو ان کے بعد آباد ہی نہیں ہوئے' مگر بہت کم اور ان کے پیچھے ہم ہی ان کے وارث ہوئے)۔ (سورۂ قصص۔ ۸۵)

پوری دنیا میں مسلمانوں پر ہونے والے مظالم' عالم اسلام کی کمزوری' بدعملی' بے حسی اور فکری انتشار کا مظہر ہیں

خواہشاتِ نفس کے بکرے کو بھی قربان کر

جب بوقتِ ذبح میں اپنے ذبیحہ پر جھکا
راز داری سے ہوا گویا، مجھے پہچان کر،
زندہ رکھنے کے لیے سنّتِ خلیل اللہ کی!
قلب میں پیدا خلیل اللہ کا ایمان کر!
جس حقیقت کی بنا پر آگ میں ڈالے گئے
تو بھی اُس سچی حقیقت کا کبھی اعلان کر
بیٹے کی قربانی جب اللہ نے کر دی معاف!
نفسِ امّارہ کو بیٹے کی جگہ قربان کر!
لا الٰہ الا کہا تو عہد و پیماں ہو گیا،
عمر بھر پورا یہ اپنا عہد کر پیمان کر

گائے، بکری، اونٹ کی قربانیاں دیتا ہے تو
خواہشاتِ نفس کے بکرے کو بھی قربان کر!
کس قدر دنیا کا تو نے ساز و ساماں کر لیا
آخرت کے واسطے بھی کچھ نہ کچھ سامان کر!
جس شہادت کی تمنا میں تڑپتے تھے رسولؐ
قلب میں پیدا کبھی اس کا بھی تو ارمان کر،
میری گردن کاٹنے کی مشق ہے تو اے نعیم
برسرِ میدان پیدا غازیوں کی شان کر،

قاری نعیم الحق نعیم

البانیہ میں

۲۲ سال بعد اذان کی بازگشت

مولانا محمد الیاس ندوی

پورے براعظم یورپ میں البانیہ ہی وہ ملک ہے جس میں ۷۵ فیصد کے قریب مسلمان ۲۵ لاکھ سے زائد تعداد میں آباد ہیں لیکن افسوس کہ یہ مسلم ملک ۱۹۶۷ء سے اکتوبر ۱۹۹۰ء کے اواخر تک مسلسل اذان کی آوازوں اور نماز باجماعت کے دلفریب مناظر سے محروم رہا۔ البتہ گذشتہ سال اکتوبر ۱۹۹۰ء کے اواخر میں موجودہ حکومت کی طرف سے البانیہ کے بسنے والے مذاہب کے پیروکاروں کیلئے مخصوص مذہبی رعایتوں کے اعلان کے بعد وہاں کی مساجد کے دروازے کھول دیئے گئے اور ۲۳ سال بعد دوبارہ اس کی مسجدوں کے مناروں سے اذان کی آواز سنی گئی اور مسلمانوں کو خوشی و مسرت سے آپس میں ایک دوسرے کو مبارکباد دیتے دیکھا گیا۔

البانیہ یوگوسلاویہ کے شمال مشرق میں واقع' پہاڑوں اور جنگلات سے گھرا ہوا دو ہزار سال پرانا ملک ہے' اس ملک میں کیمیاوی مصنوعات کے علاوہ سوتی کپڑوں اور کھاد کے کارخانے بھی ہیں۔ تمباکو' مکئی اور گنے کی پیداوار بھی ہوتی ہے' معدنیات میں' تیل' لوہا' تانبا' کوئلہ وغیرہ بھی پائے جاتے ہیں' جنگلات کی بھی کثرت ہے۔ مجموعی طور پر تعلیم کا تناسب ٪ ۷۲ فیصد کے قریب ہے' اس ملک کا رقبہ ۲۸ ہزار مربع کلومیٹر ہے۔ ملک کی آبادی ۳۳ لاکھ ہے جس میں ۲۵ لاکھ سے زائد مسلمان ہیں۔

البانیہ پر مسلمانوں کا قبضہ محمود ثانی (ترکی خلیفہ) کے زمانہ میں ۱۴۶۸ء میں ہو گیا تھا اس طرح ۱۸۷۹ء تک البانیہ خلافت عثمانیہ کے ماتحت رہا' ۱۸۷۹ء سے ۱۹۴۵ء تک یہ دوسرے مسلم حکمرانوں کے قبضہ میں رہا' اس کے آخری مسلمان حکمراں "احمد زوگو" تھے ان کے ملک سے چلے جانے کے بعد. ایک عبوری حکومت "انور خوجہ" کی قیادت میں قائم ہوئی' اور وعدہ کے مطابق ۲ر دسمبر ۱۹۴۵ء کو پارلیمانی انتخابات بھی منعقد ہوئے لیکن

افسوس کہ ملک کے اس پہلے الیکشن میں کیمونسٹ خیالات کے حامل امیدوار جیت گئے اس طرح ۱۱ر جنوری ۱۹۴۶ء سے البانیہ

23 سال بعد مسجدوں کے میناروں سے اذان کی بازگشت کے بعد مسلمان ایک دوسرے کو مبارکباد دے رہے تھے

میں کیمونسٹ حکومت کا باقاعدہ قیام عمل میں آیا' اگرچہ اس کیمونسٹ حکومت کو امریکہ اور برطانیہ نے تسلیم نہیں کیا اور ان دونوں کی رکاوٹ کی وجہ سے ہی البانیہ ۱۹۵۵ء تک اقوام متحدہ کا رکن بھی نہیں بن سکا' ۱۹۶۷ء میں اس وقت کے البانیہ کے کیمونسٹ حکمراں انور ہوکسا نے اپنے اسلام دشمن رویہ کی وجہ سے ملک کی تمام عبادت گاہوں اور مذہبی اداروں کو غیرقانونی قرار دے دیا۔ مساجد کو تالے لگوائے گئے' مدارس بند کئے گئے' اور اذان اور نماز باجماعت پر پابندی لگوا دی گئی' ۱۹۸۵ء میں انور ہوکسا کے انتقال کے بعد اس کے جانشین رمیز علیا نے بھی اپنی اسلام دشمنی کا سلسلہ جاری رکھا اور انور ہوکسا کے انتقال کے بعد مسلم عوام کی مذہبی آزادی کی امیدیں خاک میں مل گئیں' لیکن عوام نے اپنے احتجاج کا سلسلہ جاری رکھا اور حکومت سے اپنے مطالبات کے منوانے کی کوششیں برابر جاری رکھیں' بالاخر رمیز علیا کو عوام کے مسلسل مطالبے' اسلامی بیداری کی بڑھتی ہوئی لہر اور لوگوں کے بڑھتے ہوئے دینی رجحان اور تیزی سے بڑھتی ہوئی مذہب پرستی کے سامنے اپنی شکست تسلیم کرنی پڑی اور مجبوراً اس کو مئی ۱۹۹۰ء میں مذہب سے متعلق رعایتوں کا اعلان کرنا پڑا اور اس پر اکتوبر ۱۹۹۰ء کے اواخر میں باقاعدہ عمل بھی شروع ہو گیا اور ۲۳ سال کے بعد پہلی دفعہ پاکستانی مبلغین کی ایک جماعت وہاں پہنچی اور اس نے ملک میں تبلیغ و دعوت کا کام دوبارہ شروع کیا۔

البانیہ پر اگرچہ اب بھی کیمونسٹوں کا قبضہ ہے لیکن ان کا تعلق نہ روس سے ہے نہ اور نہ چین سے' ان کی اپنی ایک الگ حیثیت ہے' بڑھتی ہوئی اسلامی بیداری کی لہر اور پوری دنیا میں کیمونزم کے خاتمہ کے بعد امید کی جانی چاہئے کہ یورپ کے واحد مسلم اکثریت کے ملک البانیہ سے بھی کیمونزم کا خاتمہ ہو جائے گا اور جلد وہاں صحیح اسلامی حکومت کا قیام بھی عمل میں آ جائے گا۔

خدا کرے کہ یہ دن ہم مسلمانان عالم جلد اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

اسلام سے بیزاری کیوں؟

مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی

آج کل کچھ لوگ محض اس بنا پر اسلام سے نفرت کرتے ہیں کہ انہیں اسلام کو اپنانے میں اپنا اقتدار اور بالادستی' اپنے مادی اغراض اور ذاتی مفادات کو خطرہ محسوس ہوتا ہے' حالانکہ یہ خیال نہایت ہی غلط ہے' اور یہ لوگ سخت دھوکہ میں ہیں' اسلام ہرگز ہرگز انسانی حقوق پر ظلم نہیں کرتا اور نہ اس کی صلاحیتوں پر کوئی بند لگاتا ہے' اسلام ہر انسان کو اس کا پورا پورا حق دیتا ہے اس کے مقام و مرتبہ کا لحاظ کرتے ہوئے پورے توازن و اعتدال کے ساتھ اخلاقی اور اجتماعی تعلیمات کی روشنی میں اسے اس کا حق فراہم کرتا ہے اسلام ان خود ساختہ نظاموں اور انسانی قوانین سے بالکل مختلف ہے جو انسان کی طاقت اور اس کی زندگی کا نہایت غلط استعمال کرتے ہیں' کچھ لوگوں کا اس قدر استحصال کیا جاتا ہے کہ وہ گھلتے گھلتے ختم ہو جاتے ہیں اور کچھ دوسروں کے گھروں سے دولت کے چشمے بہہ رہے ہوتے ہیں' جس نظام میں کسی مخصوص طبقہ کے ایک فرد کو حکمرانی سونپ دی جاتی ہے اور اسے پورا اختیار فراہم کر دیا جاتا ہے کہ اپنی خواہش اور مرضی لوگوں پر تھوپتا رہے' خواہ وہ منتخب حاکم' بدنام زمانہ اور اپنے سیاہ کارناموں کی وجہ سے مشہور ہو' پھر وہ نہایت بے باکی کے ساتھ ملک کی ساری دولت کے دہانے اپنی خواہش کی جانب پھیر دیتا ہے' اور دلچسپ بات تو یہ ہے کہ یہ سب "جمہوریت" کے خوشنما نام سے کیا جاتا ہے۔

کیمونزم کی نظریاتی اور عملی موت کے بعد البانیہ میں بھی اسلامی نظام کے قیام کے امکانات روشن ہو گئے ہیں

تحقیق و تنقیح

ضب — گوہ یا سانڈا؟

مولانا محمد رفیق اثری
دارالحدیث محمدیہ جلال پور پیروالا۔ ضلع ملتان

بعض علماء نے ضب کا ترجمہ "گوہ" لکھا ہے حضرت الاستاذ مولانا سلطان محمود محدث کی تحقیق یہ ہے کہ ضب کا صحیح ترجمہ سانڈا ہے۔ راقم نے بعض کتب لغت عربیہ کا مطالعہ کیا تو دوسری رائے صائب اور درست معلوم ہوئی۔

لسان العرب میں ہے **الضب دویبۃ من الحشرات معروف وھو یشبہ الورل والجمع اضب الورل سبط الخلق طویل الذنب کان ذنبہ ذنب حیۃ ورب ورل یربی طولہ علی ذراعین و ذنب الضب عقلا و اطولہ یکون قدر شبر والعرب تستخبث الورل و تستقذرہ ولا تا کلہ و اما الضب فانھم یحر صون علی صیدہ و اکلہ احرش الذنب خشنہ مقفرۃ ولونہ الی الصحمۃ و ھی غبرۃ مشربۃ سودا و اسمن اصغر صدرہ ولا یا کل الا الجنادب والد و العشب ولا یا کل الھوام واما الورل فانہ یا کل العقارب والحیات و الحرابی و الخنافس۔** یعنی ضب بلوں میں رہنے والا چھوٹا سا جانور ہے اور ورل کے مشابہ ہوتا ہے۔ ورل (گوہ) اس سے مقابلتاً جسم میں پھیلی ہوئی ہوتی ہے۔ جس کی دم سانپ کی دم کی طرح دو ہاتھ تک لمبی ہو جاتی ہے۔ ضب کی دم گرہ دار ہوتی ہے اور یہ زیادہ سے زیادہ ایک بالشت لمبا ہوتا ہے عرب ورل کو خبیث سمجھتے ہیں اور اس سے گھن کرتے ہیں کھاتے بھی نہیں۔ البتہ ضب کے شکار کے شائق ہیں اور کھاتے ہیں۔ ضب کی دم کھردری اور خشک ہوتی ہے رنگ ٹیالا سیاہی مائل ہوتا ہے موٹا ہو جائے تو اس کا سینہ زرد رنگ کا ہوتا ہے۔ یہ گھاس پھوس' لکڑی اور ٹڈیوں کے بچے کھاتا ہے زمینی بلوں میں رہنے والے چھوٹے جانور نہیں کھاتا مگر ورل بچھو' سانپ' کرلے وغیرہ کھا جاتا ہے۔"

دونوں جانوروں کا یہ مفصل امتیازی تعارف واضح کرتا ہے کہ ضب سانڈا ہے۔ یہ زیادہ سے زیادہ ایک بالشت ہوتا ہے اور گھاس چرتا ہے۔ گوہ تو دو دو ہاتھ تک لمبی ہو جاتی ہے اور چوہے' سانپ' بچھو' خنافس وغیرہ جانور کھاتی ہے۔ اسی بناء پر یہ خبیث اور حرام ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ضب یعنی سانڈا کھایا گیا ہے جو کہ حلال ہے۔

الصحاح للجوہری میں ہے **المضبب الحارش الذی یصب فی جحرہ حتی یخرج لیاخذہ** یعنی مضبب ضب کے شکاری کو کہتے ہیں جو اس کے بل میں پانی ڈالتا ہے اور باہر نکلنے پر اسے پکڑ لیتا ہے" ہمارے ایک قریبی ویران ریتلے علاقہ میں سانڈہ کے پکڑنے کا آج بھی یہی طریقہ رائج ہے۔

لاروس اور منجد میں ضب کی تصویر واضح سانڈا کی ہے اور منجد میں ورل کی تصویر گوہ کی ہے' دونوں جانوروں کی صحیح پہچان

کرنے والے دہائی اس کی تصدیق کرتے ہیں۔ نیز "لاروس" میں ضب کے تعارف میں لکھا ہے۔

حیوان من الزاحفات یشبہ الورل صغیرالرئاس قصیرالعنق یکسر فی جزیرہ العرب حیث یصیلونہ ویاء کلونہ جمع اضب و ضباب۔

یعنی زمین پر رینگنے والے جانوروں میں سے ہے گوہ کے مشابہ ہوتا ہے اس کا سر اور گردن چھوٹی ہوتی ہے جزیرۃ العرب میں کثیر تعداد میں پایا جاتا ہے عرب اس کا شکار کرتے ہیں اور کھاتے ہیں۔ جمع اضب اور ضباب مستعمل ہے" اور ورل کی پہچان یہ درج کی ہے **جنس زحالات من فصیلتہ الورلیات اجسامہا صغیرالقد' طویلتہ الانف والذنب دقیقتہ الخصر قوتہاالحشرات و اثمار۔**

یعنی ورل (گوہ) زمین پر رینگنے والے چھوٹے قد والے جانوروں میں سے ہے اس کی ناک اور دم لمبی ہے کمر پتلی اور حشرات الارض (چوہے' کرلے' سانپ وغیرہ) اور پھل اس کی خوراک ہے۔

لہٰذا ضب جو کہ حلال ہے کا صحیح ترجمہ سانڈا ہے۔۔ واللہ عالم بالصواب۔

مادہ' روح و عقل کا خالق نہیں

ڈاکٹر ملک غلام مرتضیٰ

جب ہم اپنی ذات کا مادہ کے ساتھ موازنہ کرتے ہیں تو ہمیں صاف طور پر نظر آتا ہے کہ انسان صاحبِ عقل ہے' جبکہ مادہ میں عقل و شعور نہیں ہے۔ انسان صاحبِ علم ہے اور مادہ میں علم نہیں ہے۔ انسان صاحبِ ارادہ ہے اور مادہ ارادے سے محروم ہے۔ انسان میں سننے اور دیکھنے کی قوتیں ہیں جبکہ مادہ ان قوتوں سے خالی ہے۔ انسان میں جذبات و احساسات ہیں' جبکہ مادہ تمام جذبات و احساسات سے یکسر خالی ہے۔ انسان صاحبِ اخلاق ہے جبکہ مادہ میں اخلاق نام کی کوئی چیز نہیں۔ اب کیا یہ بات سمجھ میں آ سکتی ہے کہ مادہ ایک ایسی چیز کو پیدا کرے جو اس سے زیادہ ترقی یافتہ ہو۔ انسان مادہ اور روح دونوں پر مشتمل ہے۔ یہ تو ہو سکتا ہے کہ کُل اپنے جزو کو پیدا کرے اور روح اور مادہ مِل کے مادہ کو پیدا کر لیں' لیکن یہ کسی طرح سے ممکن نہیں ہے کہ مادہ بیک وقت انسان کا یا روح اور مادہ کے امتزاج کا خالق ہو۔ کیا یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ انسان میں عقل اس چیز سے پیدا ہو جائے' جس میں عقل موجود نہ ہو؟ یا انسان میں علم اس چیز سے آ جائے جو خود علم سے خالی ہو؟ انسان میں ارادہ اس چیز کے ذریعے پیدا ہو جو خود ارادے سے محروم ہو؟ یا انسان میں دیکھنے' سننے اور سونگھنے کی قوتیں اس چیز سے حاصل ہوں جو ان تمام خواص سے محروم ہے؟ انسان میں جذبات و احساسات اس شے سے پیدا ہو جائیں جو جذبات و احساسات سے یکسر خالی ہے؟ اگر مادہ خود کسی چیز سے یکسر خالی ہے تو وہ یہ چیز دوسروں کو کس طرح عطا کر سکتا ہے' جو خود محروم ہو وہ دوسروں کو کیا دے گا؟ اس سے ظاہر ہوا کہ مادہ نہ تو خود اپنا خالق ہو سکتا ہے اور نہ کسی دوسری چیز کا۔ اس لئے کہ وہ تو بذات خود عقل' علم' ارادہ' سمع' جذبات' اخلاق ہر چیز سے محروم ہے۔

وجود باری تعالیٰ اور توحید

لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ

اللہ تعالیٰ کی ذات ہی حمد و ثنا کے لائق ہے کہ نہتے افغان مجاہدین کو فتح مبین سے ہمکنار کیا اور سرخ سیلاب کے سوتے خشک ہو گئے۔ روسی سپرطاقت پندرہ خودمختار ریاستوں میں تحلیل ہو کر "سوویت یونین" کی اصطلاح ہی جغرافیہ اور تاریخ سے غائب ہوگئی۔ افغان مجاہدین پر اللہ تعالیٰ کا شکر واجب ہے کہ اسلامی جہاد کے مقاصد کو عملی شکل دینے کے لئے افغانستان میں حقیقی اسلامی حکومت قائم کریں۔ چودہ سالہ اسلامی جہاد کے دوران افغان احزاب نے قابل قدر خدمات انجام دی ہیں۔ افغان مجاہدین کی قیادت کر کے انہوں نے اسلام کے ساتھ والہانہ عقیدت کا ثبوت پیش کیا ہے۔ مگر چودہ سالہ جہاد میں ایسے واقعات بھی رونما ہوئے ہیں کہ افغان احزاب کے قائدین ایک دوسرے سے دور بھی رہے اور ایک بھی۔ وہ ایک دوسرے سے گلے و شکوے رکھتے ہیں اور ان میں بدگمانیاں بھی پائی جاتی ہیں اور الزامات کا طومار بھی پایا جاتا ہے۔ جہاد کے دوران خون گرم ہوتا ہے۔ جہاد اسٹریٹیجی کے متعلق ہر ایک کا الگ نقطہ نظر ہو سکتا ہے مگر جنگ میں معمولی کوتاہی اور تساہل بہت بڑی بدگمانی کو جنم دے سکتا ہے۔ جس بے جگری سے افغان مجاہدین الحادی قوت سے ٹکرائے، اسی شدت سے اسلام دشمن عناصر مجاہدین کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی کوششوں میں لگے رہے۔ افغان مجاہدین اس لحاظ سے داد کے قابل ہیں کہ جہاد کے محاذ پر وہ روسی ٹینکوں سے لپٹے رہے اور سیاسی میدان میں مومنانہ بصیرت سے اسلام دشمن عناصر کے منصوبوں کو ناکام بھی بناتے رہے۔

کفر کی چالوں اور مکر و فریب کو اللہ تعالیٰ نے ناکام بنایا بالآخر انتقال اقتدار کا مرحلہ آیا اور پشاور سے مجاہد احزاب پر مشتمل عبوری حکومت کے ارکان نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے مجاہدین کے سیلاب میں کابل پہنچے اور عنانِ حکومت سنبھال لی۔ تاہم حالت ابھی تک اطمینان بخش نہیں ہیں۔ اندرون افغانستان چھوٹی چھوٹی خودمختار ریاستوں کا سا سماں ہے۔ ہر وقت امن کے عمل کو سبوتاژ کرنے کے خدشات اور پرچھائیاں نظر آتی ہیں۔ ہر قائد چاہتا ہے کہ حالات پرسکون اور قابل اطمینان ہوں مگر عملاً ہر ایک اپنی اس نیک خواہش کو عملی جامہ پہنانے میں بے بس نظر آتا ہے۔ افغان جہاد کے بہی خواہ حیران ہیں اور مجاہدین کو ایک تعطل نظر آتا ہے۔ مہاجرین خلاؤں میں گھورتے ہیں کہ آزادی افغانستان کی افق پر طلوع ہونے والی سحران کے لئے اچھے مستقبل کی نوید بن کر آئے گی یا ان کے مصائب کے دن اور بھی طویل ہو جائیں گے۔ آزادی کے بعد ایسی صورت حال نہایت افسوسناک بات ہے۔

ہم سارے افغان احزاب کے قائدین اور عام مجاہدین سے اپیل کرتے ہیں کہ وہ پارٹی وابستگی سے بلند ہو کر سوچیں۔

جس شدت سے مجاہدین الحادی قوت سے ٹکرائے اسی شدت سے کفر نے ان کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کی کوشش کی

غُصّہ

ایک ایمان سوز دشمن

تحریر: محمد یوسف اصلاحی

آپؐ کی ایک حدیث مبارک ہے:

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ اَنَّ رَجُلًا قَالَ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ: اَوْصِنِیْ، قَالَ "لَا تَغْضَبْ" فَرَدَّدَ مِرَارًا قَالَ: "لَا تَغْضَبْ"۔

حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے درخواست کی کہ: "مجھے وصیت فرمایئے۔" آپؐ نے ارشاد فرمایا: "غصہ نہ کیا کرو" اس نے کئی بار یہ درخواست دوہرائی ہر بار آپؐ نے یہی فرمایا: "غصہ نہ کیا کرو۔"

یہ حدیث انتہائی اونچے پائے کی حدیثوں میں سے ہے صحیح بخاری اور مؤطا امام مالکؒ دونوں نے اس حدیث کو نقل کیا ہے' امام ترمذیؒ نے بھی حضرت ابوہریرہؓ کی روایت سے اس حدیث کو نقل کیا ہے' البتہ الفاظ میں کسی قدر فرق ہے۔ ہم نے یہاں صحیح بخاری کے الفاظ نقل کئے ہیں۔

تربیت کے نقطہ نظر سے اس حدیث کی اہمیت

تربیتِ اخلاق کے باب میں یہ حدیث انتہائی اہم اور جامع ہے' حقیقت یہ ہے کہ اس مختصر سی حدیث میں خدا کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے دنیا اور دین دونوں کی بھلائیاں سمیٹ دی ہیں۔

مؤطا اور ترمذی کے الفاظ یوں ہیں کہ صحابیؓ نے آپ سے نصیحت کی درخواست کرتے ہوئے عرض کیا تھا' کہ حضور مجھے بہت ہی مختصر نصیحت فرمایئے' لمبی چوڑی نصیحت نہ فرمایئے تاکہ میں اسے یاد رکھ سکوں اور جذب کر سکوں۔

تربیت و اصلاح کے نقطہ نظر سے مختصر ہدایت بڑی اہم ہوتی ہے۔ آسانی سے یاد بھی رہتی ہے' اور یہ نفسیاتی عامل بھی کام کرتا ہے کہ بڑی مختصر بات ہے۔ اگر کوشش کی جائے تو آسانی سے اس پر عمل کیا جا سکتا ہے۔ احادیث میں اس کی مثالیں اکثر ملتی ہیں کہ آپؐ نے مختلف صحابہ کو حسب حال مختصر نصیحتیں فرمائی ہیں' اور تربیتی لحاظ سے ان مختصر نصیحتوں کی بڑی اہمیت ہے۔

مربی کا طریق تربیت کیا ہونا چاہیے؟

یہ حدیث اس پہلو سے بھی خاص طور پر قابل توجہ ہے کہ اس سے تربیت کے ساتھ ساتھ تربیت و تعلیم کا طریقہ بھی معلوم ہوتا ہے' جس شخص کو آپؐ نے بار بار یہ وصیت فرمائی کہ "غصہ نہ کیا کرو" شارحین حدیث کہتے ہیں یہ صاحب کچھ غیر معمولی قسم کے تند مزاج اور جلد بھڑک اٹھنے والے تھے' آپ

مربی زیر اصلاح شخص کی نفسیات اور کمزوریوں کو سمجھ کر اس میں اصلاح کا جذبہ ابھار کر نصیحت کرے

نے ان کے مزاج، ان کی مخصوص نفسیات اور ان کی ضرورت کے پیش نظر ان کو بار بار یہی نصیحت کی تھی کہ وہ اپنی اس ایمان سوز کمزوری پر قابو پائیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ تعلیم و تربیت کا حق ادا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آدمی زیرِ اصلاح شخص کی مزاجی کیفیت، نفسیات، اور کمزوریوں سے واقفیت حاصل کرے اور پھر حکمت کے ساتھ اس میں یہ فکر ابھارے کہ اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہو، اور جب محسوس ہو کہ زمین تیار ہے اور وہ شخص یکسوئی کے ساتھ متوجہ ہے تو جذبۂ تبلیغ سے سرشار ہو کر سب کچھ اس کے ذہن میں انڈیلنے اور طویل نصیحت کرنے کی غلطی نہ کرے بلکہ اس کی سب سے بڑی کمزوری کو سامنے رکھ کر اُسی کو دور کرنے کی طرف اس کو متوجہ کرے اور اگر وہ کچھ زیادہ نصیحت کا مطالبہ کرے اور بار بار کرے تو بھی نہایت صبر و تحمل سے کام لے کر اس کی ضرورت کی بات ہی کہے، اس کے بار بار مطالبے پر بھڑک اٹھنا مربّی کے شایان شان ہے اور نہ یہ صحیح ہے کہ زیادہ خوراک دے کر زیرِ تربیت شخص کو دشواری میں مبتلا کیا جائے۔ اس سلسلہ میں حضرت ابن عباسؓ کی ایک حدیث ضرور پیش نظر رکھنی چاہئے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"لوگوں کو دین کی تعلیم دو، اور تعلیم و تربیت میں آسانی پیدا کرو، دشواری نہ پیدا کرو اور جب تمہیں غصہ آنے لگے تو خاموش ہو جاؤ۔"

آخری بات کو آپؐ نے تین مرتبہ دہرایا، اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تعلیم و تبلیغ کے باب میں صبر و تحمل انتہائی ضروری ہے، تاکہ تربیت پانے والا بھی نشاط اور دلبستگی محسوس کرے، اور تربیت دینے والا بھی خوش اسلوبی اور شغف کے ساتھ اپنا کام کر سکے۔

غصہ اور اس کی دو قسمیں

(1) ناپسندیدہ غصہ

(2) پسندیدہ غصہ

غصہ دراصل اس ہیجانی کیفیت کا نام ہے جب آدمی اپنی طبیعت اور مزاج کے خلاف کچھ چیز دیکھ کر بھڑک اٹھتا ہے، اس کا خون کھولنے لگتا ہے، اور وہ بے قابو ہو کر ایسی حرکتیں کر بیٹھتا ہے، جن کی عام حالات میں اس سے ہرگز توقع نہیں ہوتی۔

غصہ ایک فطری جوہر ہے، جو انسان کی سب سے بڑی کمزوری ہے، اور بعض حالات میں یہ خوبی بھی ہے۔ دیکھنے کی بات یہ ہے کہ اس کا محرک کیا ہے۔

(1) ناپسندیدہ غصہ

محرک اگر نفسانیت ہے، صرف ذاتی انتقام کے جذبے سے مغلوب ہو کر آدمی بھڑک اٹھا ہے، تو یقیناً یہ شیطان کا اثر ہے، ایسا غصہ دین و دنیا کی تباہی ہے، یہ ایک ایسا شعلہ ہے جو آدمی کے دل میں دہک اٹھتا ہے، اس کی سرخ انگارہ آنکھیں ابلنے لگتی ہیں، گردن کی رگیں پھول جاتی ہیں اور وہ آپے سے باہر ہو کر اپنی دنیا بھی کھو بیٹھتا ہے اور دین و ایمان کو بھی جلا ڈالتا ہے۔ اسی غصہ کو خدا کے رسولؐ نے شیطان کا اثر قرار دیا ہے، اور یہی وہ غصہ ہے جو آدمی کے دین و ایمان کو خاکستر کر دیتا ہے آپؐ کا ارشاد ہے:

"غصہ ایمان کو اس طرح برباد کر دیتا ہے جس طرح سے ایلوا[1] شہد کو برباد کر ڈالتا ہے۔"

حضرت حمید بن عبدالرحمٰنؒ فرماتے ہیں نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک شخص کو وصیت فرما رہے تھے کہ "غصّہ نہ کیا کرو" میں نے غور کیا واقعی غصّہ تمام برائیوں کا سرچشمہ ہے۔ (احمد)

اس ایمان سوز دشمن سے خود کو محفوظ رکھنا اور برابر اپنی حفاظت کے لئے فکر مند رہنا ہی مومن کی شان ہے، اسی غصہ کے بارے میں کسی نے کیا خوب کہا ہے:

۱۔ ایلوا ایک کڑوی دوا ہے۔

غصہ ایک فطری جوہر ہے جو انسان کی سب سے بڑی کمزوری اور بعض حالات میں سب سے بڑی خوبی ہے

"غصہ جہالت سے شروع ہوتا ہے اور حماقت پر ختم ہوتا ہے۔"

ایسے غصے پر قابو پانا ہی اصل جوانمردی اور بہادری ہے، اور اس "غصے سے بے قابو ہو کر بہادری کا مظاہرہ کرنا ہی سب سے بڑی کمزوری ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

"بہادر اور طاقتور وہ نہیں ہے جو کشتی میں دوسروں کو پچھاڑ دیتا ہے بلکہ بہادر وہ ہے جو غصہ کے موقع پر اپنے کو قابو میں رکھتا ہے۔" (بخاری، ابوہریرہ)

(2) پسندیدہ غصہ

دوسرا غصہ وہ ہے جس کا محرک خدا کی محبت، دین کا کوئی جذبہ اور اخلاقی حس ہو، یہ غصہ پسندیدہ ہے، اس کا نہ ہونا عیب ہے، مومن اگر اس میں کمی محسوس کرے تو اسے فکر مند ہونا چاہئے، مثلاً کوئی شخص گھر والوں کو کسی حیا سوز حرکت میں دیکھتا ہے اور ٹھنڈے پیٹوں اسے گوارا کرلیتا ہے تو ایسا شخص انتہائی بے غیرت ہے اور شریعت کی اصطلاح میں اس کا بدترین نام دیّوث ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص کسی کو شریعت کے خلاف ناروا عمل میں مبتلا پا کر بھی طبیعت میں کوئی غضب محسوس نہیں کرتا، اور خدا کی نافرمانی کو برداشت کرنے کا عادی ہو گیا ہے تو ایسا شخص بھی ایمان کی گرمی سے محروم ہے، اور یہ صبر و تحمل نہیں بلکہ ایمان کی حرارت سے محرومی کی علامت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ذات کے لئے کبھی کسی سے بدلہ نہیں لیا، ہمیشہ بے مثال عفو و درگزر کا ثبوت دیا، لیکن جب کبھی آپؐ کسی کو دین کے خلاف کوئی عمل کرتے دیکھتے، تو آپؐ کے غیظ و غضب کا یہ حال ہوتا کہ چہرہ انور سرخ ہو جاتا اور ایسا معلوم ہوتا گویا کسی نے انار نچوڑ دیا ہے۔

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ "ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے پاس سے گزرے ہم تقدیر کے بارے میں بحث کر رہے تھے، آپؐ کو سخت غصہ آیا آپؐ کا چہرہ اس قدر سرخ ہوگیا، گویا آپؐ کے رخساروں پر انار کے دانے نچوڑ دیئے گئے ہیں۔" (مشکوٰۃ باب القدر)

اس غصے کا محرک حق کی غیرت ہے، اور یہ غیرت و حمیت وہ اعلیٰ خوبی ہے جو نہ صرف مومن کے ایمان کو باقی رکھتی ہے بلکہ اس کو تقویت پہنچاتی ہے، اور یہ ثبوت فراہم کرتی ہے کہ دین سے تعلق کا درجہ اور رتبہ کیا ہے، حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا بیان ہے کہ "رسول اللہؐ کے صحابی تنگ دل اور تنگ ذہنیت والے نہ تھے نہ وہ افسردہ اور مردہ بنے رہتے تھے، وہ اپنی محفلوں میں شعر و شاعری بھی کرتے، جاہلی زندگی کی داستانیں بھی بیان کرتے البتہ جب ان سے خدا کے دین کے معاملہ میں کوئی ناروا مطالبہ کیا جاتا تو ان کی آنکھوں کی پتلیاں اس طرح گردش کرنے لگتیں جیسے کہ ان پر جنون کا دورہ پڑ گیا ہو۔"

غصہ کی ان دونوں قسموں کو ضرور نگاہ میں رکھنا چاہئے، پہلے غصے کو دبانا اور اس پر قابو پانا، ایمان کی حفاظت ہے، اور دوسرے قسم کے غصہ کو باقی رکھنا بلکہ پروان چڑھانا ایمان کی حرارت کو بڑھانا ہے، البتہ یہ ضرور پیش نظر رہے کہ خدا کی خاطر جو غصہ ہو اس میں بھی ان حدود کا ضرور لحاظ رکھا جائے جو دین نے بتائی ہیں، اور کوئی غیر حکیمانہ عمل نہ کیا جائے ساتھ ہی نہایت باریک بینی سے یہ بھی نگاہ رکھی جائے کہ غصہ کا محرک بے آمیز اور خالص ہے یا نہیں۔ کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ خدا کی خوشنودی کے ساتھ کوئی نفسانی غرض، ذاتی وقار یا شخصی ذوق اور انتقام کی آگ ہے، اس لئے کہ اس آگ کے ساتھ غصہ پھر وہی غصہ ہے جو دین و دنیا کی تباہی کا باعث ہے۔

غصہ نہ کرنے کا مطلب

"غصہ نہ کیا کرو" نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ہدایت کا مطلب یہ نہیں ہے کہ کسی کو غصہ آنا ہی نہیں چاہئے۔ غصہ آنا تو فطری امر ہے، یہ ایک طبعی اور جبلّی صفت ہے یہ صحیح ہے کہ

کسی کو غصہ جلد آتا ہے اور جلد ہی جاتا رہتا ہے' کسی کو دیر میں آتا ہے اور جلد ہی جاتا رہتا ہے' کسی کو دیر میں آتا ہے اور دیر تک رہتا ہے' کسی کو جلد آتا ہے اور دیر تک باقی رہتا ہے ان میں سب سے بہتر ہو شخص ہے جس کو دیر میں غصہ آئے اور جلد ہی جاتا رہے اور سب سے بُرا وہ ہے جس کو جلد غصہ آئے اور دیر تک باقی رہے۔ مگر اپنی جگہ یہ ایک حقیقت ہے کہ غصہ ہر انسان کو آتا ہے۔ رسول اللہؐ کی ہدایت کا مطلب صرف یہ ہے کہ جب غصہ آئے تو آدمی اس پر قابو پانے کی کوشش کرے۔ غصہ میں بے قابو ہو کر ناپسندیدہ حرکتیں نہ کرنے لگے۔ یہ تو ممکن نہیں ہے کہ آدمی غصہ کو بالکل روک دے' البتہ اس کی کوشش ضرور جاری رکھے' کہ جب غصہ آئے تو آدمی اس پر قابو پانے کی کوشش کرے۔ غصہ میں بے قابو ہو کر ناپسندیدہ حرکتیں نہ کرنے لگے اور غصہ سے مغلوب ہو کر اس کے تقاضے پورے نہ کرنے لگے۔ حضور کا ارشاد ہے' "یہ مومنانہ اخلاق میں سے ہے کہ جب کسی کو غصہ آئے تو اس کا غصہ اس سے ناجائز کام نہ کرائے۔ (مشکوٰۃ)

ایک موقع پر خطبہ دیتے ہوئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "سب سے بڑا پچھاڑنے والا کون ہے"؟ لوگوں نے کہا جو سب سے بڑا بہادر ہو' ارشاد فرمایا سب بہادروں کا بہادر' سب بہادروں کا بہادر' سب بہادروں کا بہادر وہ شخص ہے کہ جس کو غصہ آئے اور پھر اس کا غصہ پوری طرح بھڑک اٹھے' اس کا چہرہ غصے سے تمتمانے لگے' اس کی کھال غصے میں کانپنے لگے۔ اور پھر بھی وہ اپنے غصہ کو پچھاڑ کر اس پر قابو پالے۔ (احمد بن حنبل)

قرآن میں ہے۔

ادفع بالتی ھی احسن برائی کو اچھے طریقے سے دفع کرو

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے غصہ کے وقت اپنے اوپر قابو رکھا جائے اور برائی سے درگزر کیا جائے جب داعیان اسلام یہ کردار اپنائیں گے تو اللہ ان کی حفاظت فرمائے گا۔ اور دشمن ان کے آگے جھک جائے گا۔ (بخاری)

غصہ پر قابو پانے کا صلہ

غصہ پر قابو پانے کا صلہ جنت ہے۔ خدا نے اپنے جن بندوں کے لئے جنت آراستہ کی ہے ان کی ایک اعلیٰ خوبی یہ بیان کی گئی ہے کہ وہ غصے کو پی جاتے ہیں۔

والکاظمین الغیظ اور غصے کو پینے والے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خدا کے نزدیک غصہ کے اس گھونٹ سے بڑھ کر پسندیدہ کوئی گھونٹ نہیں ہے۔ جس کو بندہ محض خدا کی رضا کی خاطر پی جائے۔ (ابن ماجہ)

حضرت ابو ہریرہؓ کا بیان ہے کہ ایک موقع پر خدا کے رسولؐ نے ارشاد فرمایا "حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا۔ "اے پروردگار! تیرے بندوں میں تیرا سب سے پیارا بندہ کون ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "وہ بندہ جو انتقام لے سکتا ہو اور پھر معاف کر دے۔" (مشکوٰۃ)

اور حضرت معاذ بن انسؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

"جو شخص غصے کو پی جائے اور اس حال میں پی جائے' کہ اسے یہ قوت و قدرت حاصل ہے کہ اپنے غصے کے تقاضے کو پورا کر ڈالے تو اللہ تعالیٰ قیامت کے روز ساری مخلوق کے سامنے اس کو بلائے گا اور اسے یہ موقع عطا فرمائے گا کہ جنت کی حوروں میں سے جس کو چاہے اپنے لئے منتخب کر لے۔" (ابوداؤد' ترمذی)

ایک شخص نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور درخواست کی کہ "یا رسول اللہ مجھے کوئی ایسا علم سکھایئے جو مجھے جنت سے قریب اور جہنم سے دور کر دے" رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "غصہ نہ کیا کرو۔ تمہارے لئے جنت ہے۔" (الطبرانی عن ابی الدرداء)

حکیمانہ کلمات

حضرت عیسیٰؑ نے حضرت یحییٰ بن زکریاؑ سے کہا، "میں تمہیں ایک بڑا ہی نفع بخش علم سکھاتا ہوں، یہ کہ تم غصہ نہ کیا کرو۔"

حضرت یحییٰؑ نے کہا، "یہ کیسے ممکن ہے کہ میں غصہ نہ کیا کروں؟" حضرت عیسیٰؑ نے ارشاد فرمایا جب تمہارے بارے میں کسی ایسے عیب کی بات کہی جائے جو تمہارے اندر موجود ہو، تو کہو بھائی! تم نے جس گناہ کا ذکر کیا ہے۔ میں اللہ سے اس کے لئے استغفار کرتا ہوں اور اگر کسی ایسے عیب کی بات کی جائے جو تمہارے اندر نہ ہو، تو خدا کا شکر ادا کرو۔ کہ اس نے تمہارے اندر وہ عیب نہیں رکھا ہے۔ جس سے تمہیں شرم دلائی جا رہی ہے۔

حضرت لقمانؒ نے ایک بار اپنے بیٹے سے کہا: "بیٹے اگر تم کسی کو اپنا بھائی اور دوست بنانا چاہو تو اسے خوب غصہ دلاؤ پھر دیکھو اگر وہ غصہ کی حالت میں بھی تمہارے ساتھ انصاف کا معاملہ کرے تو اسے اپنا دوست بنا لو، ورنہ اس سے دور رہو۔"

غصہ پر قابو پانے کی تدبیریں

غصہ آدمی کی ایک ایسی کمزوری ہے، جس سے مغلوب ہو کر بالعموم آدمی عقل کھو بیٹھتا ہے، اور نہایت آسانی سے شیطان ایسے شخص کو اپنے قابو میں کرکے اسے اپنے مطلب کے لئے استعمال کرنے لگتا ہے۔ اس لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا علاج یہ بتایا ہے کہ:

(1) **اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم** کا ورد رکھے۔

(2) حدیث میں ہے کہ دو آدمی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں لڑ پڑے، ایک کا چہرہ غصے سے سرخ ہو گیا، اور وہ غیظ و غضب میں دوسرے کو گالیاں دینے لگا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ اگر یہ شخص اس کلمے کو پڑھ لے تو اس کا غصہ جاتا رہے، وہ ہے کہ یہ شخص **اعوذ اللہ الشیطان الرجیم** پڑھ لے۔

(3) پانی کا استعمال بھی غصہ ختم کرنے کا مؤثر ذریعہ ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔ "غصہ شیطانی اثر کا نتیجہ ہے۔ اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا۔ اور آگ صرف پانی سے بجھتی ہے۔ پس جس شخص کو غصہ آئے اسے پانی سے وضو کر لینا چاہئے۔ (ابوداؤد)

(4) حضرت ابوذرؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا "جب تم میں سے کسی کو غصہ آئے اور وہ کھڑا ہو تو اسے بیٹھ جانا چاہئے اور بیٹھا ہوا ہو تو اسے لیٹ جانا چاہئے۔" (مشکوٰۃ)

حضرت امام نودیؒ نے غصہ کا علاج بتاتے ہوئے سات تدبیروں کی طرف اشارہ کیا ہے۔

1- آدمی یہ سوچے کہ غصے کی بھڑاس نکالنے سے اس کے حق میں کیسی کیسی خرابیاں پیدا ہوں گی۔

2- بردباری اور غصہ پر قابو رکھنے کی فضیلت اور اجر کے بارے میں جو کچھ آیا ہے اس پر غور کرے۔

3- **اعوذ باللہ الشیطان الرجیم** کا ورد رکھے۔

4- غسل یا وضو کرے۔

5- اپنی حالت بدل لے۔ کھڑا ہو تو بیٹھ جائے اور بیٹھا ہو تو لیٹ جائے۔

6- خدا کی عظمت اور بڑائی کو یاد کرے۔

7- اور یہ سوچے کہ خدا اپنے بندوں کے حق میں کس قدر بردبار اور درگزر کرنے والا ہے۔

○ ○ ○ ○ ○ ○ ○ ○

حضرت لقمان کا قول ہے کہ جو شخص غصہ کی حالت میں بھی تمہارے ساتھ انصاف کرے وہی دوستی کا حقدار ہے

شہادتِ حسین رضی اللہ عنہ کے نتائج

سانحہ شہادت حسینؓ اور واقعات کربلا کے موضوع پر آج سے کئی صدیاں قبل شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ - 661 ھ - 728 ھ) نے جو کچھ لکھا تھا' وہ حق و اعتدال کا ایک بہترین نمونہ' دلائل و براہین کا نادر مرقع اور خدا داد فہم صحیح کا شاہکار ہے انہوں نے اپنی تالیفات میں متعدد مقامات پر اس کو موضوع بحث بنایا ہے۔ بالخصوص "منہاج السنۃ" میں اس پر بڑی عمدہ بحث فرمائی ہے جس کی ضروی تلخیص مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی مرحوم نے اردو میں کر کے شائع کر دی تھی۔ اس کی اہمیت و افادیت کے پیش نظر ہم ذیل میں امام موصوف کی تحریر کے ایک حصے کو پیش کر رہے ہیں۔
(ادارہ)

تحریر: شیخ الاسلام امام ابن تیمیہؒ
تلخیص: مولانا عبدالرزاق ملیح آبادی

صحابہ سے بدگمانی اور بدعات محرم کا ظہور

شہادت حسینؓ کی وجہ سے شیطان کو بدعتوں اور ضلالتوں کے پھیلانے کا موقعہ مل گیا۔ چنانچہ کچھ لوگ یوم عاشورہ میں نوحہ و ماتم کرتے ہیں' منہ پیٹتے ہیں' روتے چلاتے ہیں' بھوکے پیاسے رہتے ہیں' مرثیے پڑھتے ہیں' یہی نہیں بلکہ سلف و صحابہؓ کو گالیاں دیتے ہیں' لعنت کرتے ہیں' اور ان بے گناہ لوگوں کو لپیٹ لیتے ہیں جنہیں واقعات شہادت سے دور و نزدیک کا کوئی تعلق نہ تھا بلکہ **السابقون الاولون من المهاجرين و الانصار** کو بھی گالیاں دیتے ہیں پھر وا قعہ شہادت کی جو کتابیں پڑھتے ہیں وہ زیادہ تر اکاذیب و اباطیل کا مجموعہ ہیں اور ان کی تصنیف و اشاعت سے ان کے مصنفوں کا مقصد صرف یہ تھا کہ فتنہ کے نئے نئے دروازے کھلیں اور امت میں پھوٹ بڑھتی جائے۔ یہ چیز باتفاق جملہ اہل اسلام کے نزدیک نہ واجب ہے نہ مستحب بلکہ اس طرح رونا پیٹنا اور پرانی مصیبتوں پر گریہ و زاری کرنا اعظم ترین محرمات دینیہ میں سے ہے۔

پھر ان کے مقابلے میں دوسرا فرقہ ہے جو یوم عاشورہ میں مسرت اور خوشی کی بدعت کرتا ہے۔ کوفہ میں یہ دونوں گروہ موجود تھے۔ شیعوں کا سردار مختار بن عبید تھا اور ناصبیوں کا سر گروہ حجاج بن یوسف الثقفی تھا۔

واقعات شہادت میں مبالغہ

جن لوگوں نے واقعات شہادت قلم بند کیے ہیں ان میں اکثر نے بہت کچھ جھوٹ ملا دیا ہے۔ جس طرح شہادت عثمانؓ بیان کرنے والوں نے کیا اور جیسے مغازی و فتوحات کے راویوں

حب اہل بیت کی آڑ میں ان صحابہ کو بھی گالیاں دی جاتی ہیں جو اس واقعہ سے بہت پہلے وفات پا گئے تھے

کا حال ہے حتیٰ کہ واقعات شہادت کے مورخین میں سے بعض اہلِ علم مثلاً بغوی اور ابن ابی الدنیا وغیرہ بھی بے بنیاد روائتوں کا شکار ہو گئے ہیں۔ رہے وہ مصنف جو بلا اسناد واقعات روایت کرتے ہیں تو ان کے ہاں جھوٹ بہت زیادہ ہے۔

دندان مبارک پر چھڑی مارنے کا واقعہ

صحیح طور پر صرف اس قدر ثابت ہے کہ جب حضرت حسینؓ شہید کیے گئے تو آپ کا سر مبارک عبیداللہ بن زیاد کے سامنے لایا گیا۔ اس نے آپ کے دانتوں پر چھڑی ماری اور آپ کے حُسن کی مذمت کی۔ مجلس میں حضرت انسؓ اور ابو برزہ اسلمیؓ دو صحابی موجود تھے انسؓ نے اس کی تردید کی اور کہا: "آپ رسول صلی اللہ و علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہت رکھتے تھے" صرف حضرت انسؓ ہی نہیں بلکہ اور صحابہؓ کو بھی آپ کی شہادت سے ازحد ملال تھا۔ چنانچہ حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے ایک عراقی نے پوچھا کہ حالت احرام میں مکھی کا مارنا جائز ہے انہوں نے خفا ہو کر جواب دیا:

"اے اہل عراق تمہیں مکھی کی جان کا اتنا خیال ہے حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ و علیہ وسلم کے نواسے کو قتل کر چکے ہو"۔

بعض روائتوں میں دانتوں پر چھڑی مارنے کا واقعہ یزید کی طرف منسوب کیا گیا ہے جو بالکل غلط ہے کیونکہ جو صحابی اس واقعہ میں موجود تھے وہ دمشق میں نہیں تھے عراق میں تھے۔

یزید نے حضرت حسینؓ کے قتل کا حکم نہیں دیا

متعدد مؤرخین نے جو نقل کیا ہے وہ یہی ہے کہ یزید نے حضرت حسینؓ کے قتل کا حکم نہیں دیا اور نہ یہ بات ہی اس کے پیش نظر تھی بلکہ وہ تو اپنے باپ معاویہؓ کی وصیت کے مطابق انکی تعظیم و تکریم کرنا چاہتا تھا۔ البتہ اس کی یہ خواہش تھی کہ آپؓ خلافت کے مدعی ہو کر اس پر خروج نہ کریں۔ حضرت حسینؓ جب کربلا پہنچے اور آپ کو اہل کوفہ کی بے وفائی کا یقین ہو گیا تو ہر طرح کے مطالبے سے دست بردار ہو گئے تھے۔ مگر مخالفوں نے نہ انہیں وطن واپس ہونے دیا نہ جہاد پر جانے دیا اور نہ یزید کے پاس بھیجنے پر رضامند ہوئے بلکہ قید کرنا چاہا۔ جسے آپ نے نامنظور کیا اور شہید ہو گئے۔ یزید اور اس کے خاندان کو جب یہ خبر پہنچی تو بہت رنجیدہ ہوئے اور روئے بلکہ یزید نے تو یہاں تک کہا۔

لعن اللہ ابن مرجانہ (یعنی عبیداللہ بن زیاد) اما واللہ لو کان بینہ و بین الحسین رحمہ لما قتلہ (ابن مرجانہ (عبیداللہ بن زیاد) پر خدا کی پھٹکار! واللہ! اگر وہ خود حسینؓ کا رشتہ دار ہوتا تو ہرگز قتل نہ کرتا)

اور کہا

قد کنت ارضیٰ من طاعۃ اہل العراق بدون قتل الحسین۔

"بغیر قتل حسینؓ کے بھی میں اہل عراق کی اطاعت منظور کر سکتا تھا" پھر اس نے حضرت حسینؓ کے پسماندگان کی بڑی خاطر تواضع کی اور عزت کے ساتھ انہیں مدینہ واپس پہنچا دیا۔

یزید نے اہل بیت کی بے حرمتی نہیں کی

بلاشبہ یہ بھی درست ہے کہ یزید نے حضرت حسینؓ کی طرفداری بھی نہیں کی، نہ ان کے قاتلوں کو قتل کیا نہ ان سے انتقام لیا۔ لیکن یہ کہنا بالکل سفید جھوٹ ہے کہ اس نے اہلِ بیت کی خواتین کو کنیز بنایا۔ ملک ملک پھرایا اور بغیر کجاوہ کے انہیں اونٹ پر سوار کرایا۔ الحمدللہ مسلمانوں نے آج تک کسی ہاشمی عورت سے یہ سلوک نہیں کیا اور نہ اسے امتِ محمدی نے کسی حال میں جائز رکھا ہے۔

حضرت حسینؓ کو شہید کرنے کا گناہ عظیم

یہ بالکل درست ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے حضرت

الحمدللہ مسلمانوں نے آج تک کسی ہاشمی عورت کو رسوا کیا ہے نہ اس فعل شنیع کو جائز سمجھا ہے

حسینؓ کی شہادت عظیم ترین گناہوں میں سے ایک گناہ تھی جنہوں نے یہ فعل کیا' جنہوں نے اس میں مدد کی جو اس سے خوش ہوئے وہ سب کے سب اس عتاب الٰہی کے سزا وار ہیں جو ایسے لوگوں کے لئے شریعت میں وارد ہے لیکن حسینؓ کا قتل ان لوگوں کے قتل سے بڑھ کر نہیں جو انؓ سے افضل تھے۔ مثلاً انبیاء' مومنین اولین' شہداء یمامہ 'احد' شہداء بئر معونہ۔ حضرت عثمانؓ یا خود حضرت علیؓ بلکہ حضرت علیؓ کے قاتل تو آپ کو کافر و مرتد سمجھتے اور یقین کرتے تھے کہ آپؓ کا قتل عظیم ترین عبادت ہے۔ بر خلاف حسینؓ کے کہ ان کے قاتل انہیں ایسا نہیں سمجھتے تھے۔ ان میں اکثر تو آپ کے قتل کو ناپسند کرتے اور ایک بڑا گناہ تصور کرتے تھے لیکن اپنی اغراض کی خاطر اس فعل شنیع کے مرتکب ہوئے جیسا کہ لوگ سلطنت کے لئے باہمی خونریزی کرتے ہیں۔

یزید پر لعنت بھیجنے کا مسئلہ

رہا سوال یزید پر لعنت کرنے کا تو واقعہ یہ ہے کہ یزید بھی بہت سے دوسرے بادشاہوں اور خلفاء جیسا ہی ہے بلکہ کئی حکمرانوں سے وہ اچھا تھا وہ عراق کے امیر "مختار بن ابی عبید الثقفی" سے کہیں اچھا تھا۔ جس نے حضرت حسینؓ کی حمایت کا علم بلند کیا۔ ان کے قاتلوں سے انتقام لیا مگر ساتھ ساتھ یہ دعویٰ کیا کہ جبرائیل "اس کے پاس آتے ہیں' اسی طرح یزید' حجاج بن یوسف سے اچھا تھا جو بلا نزاع یزید سے کہیں زیادہ ظالم تھا۔ یزید اور اس جیسے دوسرے سلاطین و خلفاء کے بارے میں زیادہ سے زیادہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ فاسق تھے۔

لعنت کے بارے میں مسئلہ شرعیہ

لیکن کسی فاسق کو معین کر کے لعنت کرنا سنت نبوی میں موجود نہیں البتہ عام لعنت وارد ہے مثلاً نبی صلی اللہ و علیہ وسلم نے فرمایا۔ **لعن اللہ السارق یسرق البیضۃ فتقطع یدہ**" - چور پر خدا کی لعنت کہ ایک انڈے پر اپنا ہاتھ کٹوا دیتا ہے" **لعن اللہ من احدث حدثا اوآوی محدثا** - فرمایا۔ "جو بدعت نکالے یا بدعتی کو پناہ دے اس پر خدا کی لعنت" یا مثلاً صحیح بخاری میں ہے کہ ایک شخص شراب پیتا تھا اور بار بار آنحضرت صلی اللہ و علیہ وسلم کے پاس پکڑا آتا تھا یہاں تک کہ کئی پھیرے ہو چکے تو ایک شخص نے کہا **لعنہ اللہ ما اکثر ما یوتی بہ الی النبی صلی اللہ علیہ وسلم** "اس پر خدا کی لعنت کہ بار بار پکڑ کر دربار رسالت میں پیش کیا جاتا ہے"۔ آنحضرت صلی اللہ و علیہ وسلم نے سنا تو فرمایا۔ **لا تلعنہ فانہ یحب اللہ و رسولہ** - "اسے لعنت نہ کرو کیونکہ یہ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ و علیہ وسلم سے محبت کرتا ہے" حالانکہ آپؐ نے عام طور پر شرابیوں پر لعنت بھیجی ہے۔ اس سے ثابت ہوا کہ عام طور پر کسی خاص گروہ پر لعنت بھیجنا جائز ہے مگر اللہ اور رسول صلی اللہ و علیہ وسلم سے محبت رکھنے والے کسی معین شخص پر لعنت کرنا جائز نہیں اور معلوم ہے کہ ہر مومن اللہ اور رسول سے ضرور محبت رکھتا ہے۔

یزید پر لعنت سے پہلے دو چیزوں کا اثبات ضروری ہے

صحیح حدیثوں سے ثابت ہے کہ جس کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو گا وہ بالآخر دوزخ سے نجات پائے گا۔

بنابریں جو لوگ یزید کی لعنت پر زور دیتے ہیں انہیں دو باتیں ثابت کرنی چاہئیں۔ اول یہ کہ یزید ایسے فاسقوں اور ظالموں میں سے تھا جن پر لعنت کرنا مباح ہے۔ اور اپنی اس حالت پر موت تک رہا۔ دوسرے یہ کہ ایسے ظالموں اور فاسقوں میں سے کسی ایک کو معین کر کے لعنت کرنا رُوا ہے۔ رہی آیت **الا لعنۃ اللہ علی الظلمین** - تو یہ عام ہے جیسا کہ باقی تمام آیاتِ وعید عام ہیں۔ اور پھر ان آیتوں سے کیا ثابت ہوتا

"اے اہل عراق تمہیں مکھی کی جان کا تو اتنا خیال ہے حالانکہ تم نواسہ رسولؐ کو شہید کر چکے ہو"

ہے کہ دوسرے اسباب آکر لعنت و عذاب کے اسباب کو دور کر دیتے ہیں مثلاً گنہگار نے سچے دل سے توبہ کر لی یا اس سے ایسی حسنات بن آئیں جو سیئات کو مٹا دیتی ہیں۔ یا ایسے مصائب پیش آئے جو گنہگاروں کا کفارہ کر دیتے ہیں۔ بنا بریں کون شخص دعویٰ کر سکتا ہے کہ یزید اور اس جیسے بادشاہوں نے توبہ نہیں کی یا سیئات کو دور کرنے والی حسنات انجام نہیں دیں یا گناہوں کا کفارہ ادا نہیں کیا یا یہ کہ اللہ کسی حال میں بھی انہیں نہیں بخشے گا۔ حالانکہ وہ خود فرماتا ہے۔ **ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ و یغفر مادون ذالک لمن یشاء (النساء)** پھر صحیح بخاری میں عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ و علیہ وسلم نے فرمایا۔

"سب سے پہلے قسطنطنیہ پر جو فوج لڑے گی وہ مغفور ہے"

اور معلوم ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے جس فوج نے قسطنطنیہ پر لڑائی کی اس کا سپہ سالار یزید ہی تھا کہا جا سکتا ہے کہ یزید نے یہ حدیث سن کر ہی فوج کشی کی ہو گی بہت ممکن ہے کہ یہ بھی صحیح ہو لیکن اس سے اس فعل پر کوئی نکتہ چینی نہیں کی جا سکتی۔

لعنت کا دروازہ کھولنے کے نتائج

پھر ہم خوب جانتے ہیں کہ اکثر مسلمان کسی نہ کسی طرح کے ظلم سے ضرور آلودہ ہوتے ہیں اگر لعنت کا دروازہ اس طرح کھول دیا جائے تو مسلمانوں کے اکثر مردے لعنت کا شکار ہو جائیں گے حالانکہ اللہ تعالے نے مردہ کے حق میں صلاۃ و دعا کا حکم دیا ہے نہ کہ لعنت کرنے کا۔ نبی صلی اللہ و علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ **لا تسبوا الاموات فانھم قد افضوا الی ماقدموا** - مردوں کو گالی مت دو کیونکہ وہ اپنے کئے کو پہنچ گئے"۔

بلکہ جب لوگوں نے ابوجہل جیسے کفار کو گالیاں دینی شروع کیں تو انہیں منع کیا اور فرمایا **لاتسبوا امواتنا فتوء ذوا احیاء نا** ("ہمارے مرے ہوؤں کو گالیاں مت دو کیونکہ اس سے ہمارے زندوں کو تکلیف ہوتی ہے"۔)

یہ اس لئے کہ قدرتی طور پر ان کے مسلمان رشتہ دار برا مانتے تھے۔ امام احمد بن حنبلؒ سے ان کے بیٹے صالح نے کہا **الا تلعن یزید؟** آپ یزید پر لعنت کیوں نہیں کرتے؟ حضرت امام نے جواب دیا **متی رایت اباک یلعن احدا** "تو نے اپنے باپ کو کسی پر بھی لعنت کرتے کب دیکھا تھا"۔

آیت **فھل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الارض و تقطعوا ارحامکم اولئک الذین لعنھم اللّٰہ فاصمھم و اعمی ابصارھم** (سورۃ محمد) (کیا تم سے بعید ہے کہ اگر جہاد سے پیٹھ پھیر لو تو لگو ملک میں فساد کرنے اور اپنے رشتے توڑنے یہی وہ لوگ ہیں جن پر خدا نے لعنت کی اور ان کو بہرا اور ان کی آنکھوں کو اندھا کر دیا ہے) سے خاص یزید کی لعنت پر اصرار کرنا خلاف انصاف ہے۔ کیوں کہ یہ آیت عام ہے اور اس کی وعید ان تمام لوگوں کو شامل ہے جو ایسے افعال کے مرتکب ہوں جن کا اس آیت میں ذکر ہے یہ افعال صرف یزید ہی نے نہیں کئے بلکہ بہت سے ہاشمی، عباسی، علوی بھی ان کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اگر اس آیت کی رُو سے ان سب پر لعنت کرنا ضروری ہو تو اکثر مسلمانوں پر لعنت ضروری ہو جائے گی۔ کیوں کہ یہ افعال بہت عام ہیں مگر یہ فتویٰ کوئی بھی نہیں دے سکتا۔

قاتلینِ حسینؓ کے متعلق روایات

رہی وہ روایت جو بیان کی جاتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ و علیہ وسلم نے فرمایا۔

"حسینؓ کا قاتل آگ کے تابوت میں ہو گا۔ اس اکیلے پر آدھی دوزخ کا عذاب ہو گا اس کے ہاتھ پاؤں آتشی زنجیروں سے جکڑے ہوں گے وہ دوزخ میں الٹا اتارا جائے گا یہاں تک کہ اس کی تہ تک پہنچ جائے گا اور اس میں اتنی سخت بدبو ہو گی کہ دوزخی تک خدا سے پناہ مانگیں گے وہ ہمیشہ دوزخ میں پڑا

جلتا رہے گا"

تو یہ روایت بالکل جھوٹی ہے اور ان لوگوں کی بنائی ہوئی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ و علیہ وسلم پر تہمت باندھنے سے نہیں شرماتے کہاں آدھی دوزخ کا عذاب' اور کہاں ایک حقیر آدمی؟ فرعون اور دوسرے کفار و منافقین' قاتلینِ انبیاء اور قاتلین مومنین اولین کا عذاب قاتلینِ حسینؓ سے کہیں زیادہ سخت ہو گا بلکہ عثمانؓ کے قاتلوں کا گناہ بھی حسینؓ کے قاتلوں سے زیادہ ہے۔

اہل سنت کا مسلکِ معتدل

حسینؓ کی طرفداری میں اس غلو کا جواب ناصبیوں کا غلو ہے جو حضرت حسینؓ کو اس حدیث کا مصداق قرار دے کر من **اتاکم و امرکم علی رجل واحد یریدان یفرق جماعتکم فاضربوا عنقہ بالسیف کائنا من کان** (مسلم)

باغی اور واجب القتل قرار دیتے ہیں لیکن اہل سنت و الجماعت نہ اس کا ساتھ دیتے ہیں نہ اس غلو کا۔ بلکہ یہ کہتے ہیں کہ حضرت حسینؓ مظلوم شہید ہوئے اور ان کے قاتل ظالم و سرکش تھے۔ اور ان احادیث کا اطلاق ان پر صحیح نہیں جن میں تفریق بین المسلمین کرنے والے کے قتل کا حکم دیا گیا ہے کیونکہ کربلا میں آپ کا قصد امت میں پھوٹ ڈالنا نہ تھا۔ بلکہ آپ جماعت ہی میں رہنا چاہتے تھے مگر ظالموں نے آپؓ کا کوئی مطالبہ نہ مانا آپ کو وطن واپس ہونے دیا نہ سرحد پر جانے دیا۔ نہ خود یزید کے پاس پہنچنے دیا بلکہ قید کرنے پر اصرار کیا۔ ایک معمولی مسلمان بھی اس برتاؤ کا مستحق نہیں ہو سکتا کجا کہ حضرت حسینؓ

اسی طرح یہ روایت بھی رسول اللہ صلی اللہ و علیہ وسلم پر سفید جھوٹ ہے کہ:-

جس نے میرے اہلِ بیت کا خون بہایا اور میرے خاندان کو اذیت دے کر مجھے تکلیف پہنچائی اس پر اللہ کا اور میرا غصہ سخت ہو گا"۔

اس طرح کی بات رسول اللہ صلی اللہ و علیہ وسلم کی زبان مبارک سے کہیں نہیں نکل سکتی تھی۔ کیونکہ رشتہ دار اور قرابت سے زیادہ ایمان اور تقویٰ کی حرمت ہے اگر اہل بیت میں سے کوئی ایسا شخص جرم کرے جس پر شرعاً اس کا قتل واجب ہو تو بالاتفاق اسے قتل کر ڈالا جائے گا۔ مثلاً اگر کوئی ہاشمی چوری کرے تو یقیناً اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اگر زنا کا مرتکب ہو تو سنگسار کر دیا جائے گا۔ اگر جان بوجھ کر کسی بے گناہ کو قتل کر ڈالے تو قصاص میں اس کی بھی گردن ماری جائے گی۔ اگرچہ مقتول حبشی' رومی' ترکی دیلمی غرض کوئی ہو۔ کیونکہ نبی صلی اللہ وعلیہ وسلم نے فرمایا۔

المسلمون تتکا فا دماؤ ہم (یعنی تمام مسلمانوں کا خون یکساں حرمت رکھتا ہے) پس ہاشمی و غیرہاشمی کا خوان برابر ہے۔

اسلامی مساوات

نیز فرمایا۔ **انما اھلک من کان قبلکم انھم کانوا اذا سرق فیھم الشریف ترکوہ و اذا سرق فیھم الضعیف اقاموا علیہ الحد و ایم اللہ لو ان فاطمۃ بنت محمد سرقت لقطعت یدھا** -

"اگلی قومیں اس طرح ہلاک ہوئیں کہ جب ان میں کوئی معزز آدمی چوری کرتا تو چھوڑ دیا جاتا تھا۔ لیکن جب معمولی آدمی جرم کرتا تو اسے سزا دی جاتی تھی۔ واللہ! اگر فاطمہ بنت محمدؐ بھی چوری کرے تو میں اس کا ہاتھ کاٹ ڈالوں گا"۔

اس میں آپ صلی اللہ و علیہ وسلم نے تشریح کر دی ہے کہ اگر آپ صلی اللہ و علیہ وسلم کا قریب سے قریب عزیز بھی جرم سے آلودہ ہو گا تو اسے شرعی سزا ضرور ملے گی۔

کسی خاندان کی خصوصیت ثابت نہیں

پھر یہ کیسے باور کیا جا سکتا ہے کہ آپ صلی اللہ و علیہ وسلم یہ کہہ کر اپنے خاندان کو خصوصیت دیں گے جو ان کا خون

اقتدار آنی جانی چیز ہے۔ اصل مقصد رضائے الٰہی کا حصول ہے۔ اقتدار کی ہوس میں چودہ سالہ جہاد کے اجر کو ضائع کرنے سے گریز کیا جائے بلکہ ہر مجاہد سختی سے اپنا محاسبہ کیا کرے تاکہ پارٹی وابستگی میں اس سے ایسا اقدام نہ ہونے پائے جو اس کے چودہ سالہ جہاد کے اجر کو ضائع کر دے۔ چودہ سالہ جہاد اور زمانہ ہجرت کے تلخ حقائق اور مصائب کو بھول کر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت "افغان اسلامی حکومت" کی بحالی پر ادائے شکر کے لئے ایک جسم کی مانند ہو جائیں اور فتح مکہ کی سنت نبوی کو زندہ کر کے **"لا تثریب علیکم الیوم"** کی منادی کرائیں اور بھٹکے ہوئے اپنے بھائیوں کو قرآن و سنت کی روشنی سے منور کر کے اسلام کی خدمت کے لئے تیار کریں۔

سابقہ کمیونسٹ حکومت کے اہل کار، مجاہدین کی طرف سے عام معافی کو بہت بڑا انعام تصور کر کے اپنے ماضی سے تائب ہو کر کاروبار حکومت سے دستبردار ہو جائیں۔ دوسری طرف کمیونسٹ عناصر کی اولاد کو اسلامی تعلیم و تربیت دینے کا خصوصی اہتمام کیا جائے تاکہ ان کی نئی پود اپنے والدین کے داغدار ماضی کو اسلامی خدمات کے جذبے سے دھو ڈالے۔ ظاہر شاہ کے شاہی اور سردار داؤد کے استبدادی زمانے سے، افغانستان کی مسلم نسل میں الحاد کی وجہ سے ان کے اسلامی تاریخی تسلسل میں جو تعطل نظر آرہا ہے وہ خلا پر ہو جائے اور افغانوں کو پھر وہی تاریخی شرف نصیب ہو کہ جو افغان ہو گا وہ مسلمان بھی ہو گا۔

مجاہد احزاب کا یہ جذبہ نہایت قابل تعریف ہے کہ وہ عبوری حکومت کے ڈھانچہ سے مطمئن ہیں اور اس پر متفق بھی ہیں۔ گو ہرپارٹی گلم جم ملیشیا کو معافی دینے کے بعد غیر مسلح کرنے پر متفق ہے۔ مگر خون خرابہ کی خوف سے کوئی بھی پارٹی مسلح کاروائی کرنے میں پہل کرنے کے حق میں نہیں ہے۔ مجاہدین کے صبر و استقامت کی اس پالیسی سے ظاہر ہوتا ہے کہ ہرپارٹی سیاسی گفتگو اور مکالمے کے ذریعے امن کے عمل کو بحال کرنا چاہتی ہے۔ انجینئر حکمت یار اور وزیر دفاع احمد شاہ مسعود کے درمیان معاہدہ اس خلوص کا بین ثبوت ہے۔ اس معاہدہ میں سعودی شہزادہ نائف، ضیاء الحق شہید کے فرزند اعجاز الحق، فاتح خوست مولانا حقانی کی تگ و دَو سے، مجاہدین کے اتحاد اور اسلامی افغانستان کے استحکام کی تڑپ کا اظہار ہے۔

بنیادی بات یہ ہے کہ کوئی معاہدہ پشاور سے مکمل طور پر متفق ہو یا نہ ہو مگر انتقال اقتدار کے اس نازک مرحلے میں اس سے زیادہ کچھ کرنا ممکن ہی نہ تھا۔ اب جو فارمولا وضع ہو چکا ہے، سو ہو چکا۔ اس پر تنقید کرنے سے اب کوئی فائدہ نہیں۔ اب اس معاہدہ پر پوری طرح سے کاربند ہونے سے ہی اعتماد کی فضا پیدا ہو سکتی ہے۔ صدر مجددی کے تحت دو ماہ کی میعاد ختم ہونے کے بعد اس بات کی اشد ضرورت ہے کہ پروفیسر برہان الدین ربانی کو بحیثیت صدر اور حزب اسلامی کے وزیراعظم کو اپنے عہدوں پر متمکن ہونے کا پورا پورا موقع دیا جائے اور سارے احزاب پوری وفاداری کے ساتھ بحالی امن اور تعمیر نو کے پروگراموں کے لئے ان کی نگرانی میں کام کریں۔ پروفیسر برہان الدین ربانی سلجھی ہوئی باوقار شخصیت کے مالک ہیں۔ ہر افغان مجاہد کو ان کی صلاحیتوں پر بھرپور اعتماد ہے کہ وہ بحیثیت صدر نہایت غیرجانبداری سے فرائض انجام دیں گے۔ ایک تبحر عالم دین ہونے کی حیثیت سے افغانستان کو حقیقی اسلامی فلاحی مملکت بنانے کے تقاضوں سے بھی آگاہ ہیں۔ بحالی امن کے تقاضوں کو سمجھتے ہیں اور تعمیر نو کے سلسلے میں ان کی اہلیت پر سارے افغان احزاب کو اعتماد بھی ہے۔ وہ بحیثیت صدر، وزیراعظم اور اس کی کابینہ کی بہترین رہنمائی اور نگرانی بھی کر سکتے ہیں۔ افغان جہاد کی ان دو اہم تنظیموں کے سربراہوں کے اشتراک اور تعاون سے یقیناً مجاہدین جہاد کے اسلامی مقاصد حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

یہاں ایک بات قابل ذکر ہے کہ سارے افغان احزاب کو یہ ایک بات مدنظر رکھنی چاہئے۔ کہ وہ اپنے آپ کو دیگر ممالک

دو بڑی مجاہد تنظیموں کے درمیان سمجھوتہ، مجاہدین کے اتحاد اور افغانستان کے استحکام کی تڑپ کا مظہر ہے

بہائے گا- اس پر خدا کا غصہ بھڑکے گا- کیونکہ یہ بات پہلے ہی مسلم ہے کہ ناحق قتل خدا کی شریعت میں حرام ہے عام اس سے کہ ہاشمی کا ہو یا غیرہاشمی کا- **ومن یقتل مومنا متعمدا فجزائه جهنم خالدا فيها و غضب الله عليه ولعنه واعدله عذابا عظيما - (النساء)**

پس قتل کی اباحت و حرمت میں ہاشمی و غیرہاشمی سب مسلمان یکساں درجہ رکھتے ہیں اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ و علیہ وسلم کو تکلیف دینا حرام ہے عام اس سے کہ آپؐ کے خاندان کو تکلیف دے کر' ہو یا امت کو ستا کر' یا سنت کو توڑ کر- اب واضح ہو گیا کہ اس طرح کی بے بنیاد حدیثیں جاہلوں اور منافقوں کے سوا کوئی اور نہیں بیان کر سکتا-

اسی طرح یہ کہنا کہ رسول اللہ صلی اللہ و علیہ وسلم مسلمانوں کو ہمیشہ حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ سے نیک سلوک کی وصیت کرتے اور فرماتے تھے- "یہ تمہارے پاس میری امانت ہیں" بالکل غلط ہے-

بلاشبہ حضرت حسنؓ و حسینؓ اہل بیت میں بڑا درجہ رکھتے ہیں لیکن نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ کبھی نہیں فرمایا کہ: حسینؓ تمہارے پاس میری امانت ہیں"- آں حضرت صلی اللہ و علیہ وسلم کا مقام اس سے کہیں ارفع و اعلیٰ ہے کہ اپنی اولاد مخلوق کو سونپیں-

ایسا کہنے کے دو ہی مطلب ہو سکتے ہیں-

(ا) یہ کہ جس طرح مال امانت رکھا جاتا ہے- اور اس کی حفاظت مقصود ہوتی ہے تو یہ صورت تو ہو نہیں سکتی کیونکہ مال کی طرح آدمی امانت رکھے نہیں جا سکتے یا یہ مطلب ہو گا کہ جس طرح بچوں کو مربیوں کے سپرد کیا جاتا ہے تو یہ صورت بھی یہاں درست نہیں ہو سکتی کیونکہ بچپن میں حسنینؓ اپنے والدین کی گود میں تھے- اور جب بالغ ہوئے تو اور سب آدمیوں کی طرح خود مختار اور اپنے ذمہ دار ہو گئے- اگر یہ مطلب بیان کیا جائے کہ آں حضرت صلی اللہ و علیہ وسلم نے امت کو ان کی حفاظت و حراست کا حکم دیا تھا تو یہ بھی درست نہیں کیونکہ امت کسی کو مصیبت سے بچا نہیں سکتی- وہ صرف خدا ہی ہے جو اپنے بندوں کی حفاظت کرتا ہے- اگر کہا جائے کہ اس سے آپ کی غرض ان کی حمایت و نصرت تھی تو اس میں ان کی خصوصیت نہیں- ہر مسلمان کو دوسرے مظلوم مسلمان کی حمایت و نصرت کرنی چاہئے- اور ظاہر ہے حسنینؓ اس کے زیادہ مستحق ہیں-

اسی طرح یہ کہنا کہ آیت **لا اسلكم عليه اجرا الا المودة فى القربى** (میں تم سے کوئی مزدوری نہیں مانگتا ہوں صرف رشتہ داری کی محبت چاہتا ہوں) حسنینؓ کے بارے میں نازل ہوئی ہے' بالکل جھوٹ ہے کیونکہ یہ آیت سورۃ شوریٰ کی ہے- اور سورۃ شوریٰ مکی ہے اور حسنینؓ کیا معنے حضرت فاطمہؓ کی شادی سے پہلے اتری ہے- آپ کا عقد ہجرت کے دوسرے سال مدینہ میں ہوا اور حسنؓ و حسینؓ ہجرت کے تیسرے اور چوتھے سال پیدا ہوئے- پھر یہ کہنا کیسے صحیح ہو سکتا ہے کہ آیت ان کے بارے میں نازل ہوئی ہے

(منہاج السنہ ج ۲)

چھ کاموں کی ضمانت کے بدلے جنت کی ضمانت!

آپؐ نے ان لوگوں سے جو آپ کے پاس بیٹھے تھے فرمایا: تم لوگ مجھے چھ چیزوں کی ضمانت دو تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں-

لوگوں نے پوچھا کہ وہ چھ چیزیں کیا ہیں-

آپؐ نے فرمایا:

(1) نماز پڑھنا (2) زکوٰۃ دینا (3) امانت میں خیانت نہ کرنا (4) شرمگاہ کی حفاظت کرنا (5) پیٹ کی حفاظت کرنا (6) اور زبان کی حفاظت کرنا-

(ترغیب)

اعداد و شمار کی روشنی میں

قرآن مجید کا ایک مختصر تعارف

تحریر: ڈاکٹر محمد انوار اللہ

○ قرآن کے لفظی معنی ہیں 'تلاوت کیا گیا'۔ یہ دنیا کی سب کتابوں سے زیادہ پڑھی جانے والی مقدس کتاب ہے۔ جو رمضان کی ۲۷ ویں شب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر حضرت جبرئیل علیہ السلام کے ذریعے نازل ہوئی۔ اس میں کل تین لاکھ تیئس ہزار سات سو ساٹھ حرف آئے ہیں۔ اگر ان کو دس سے ضرب دیں تو کل تعداد ۶۰۰، ۷، ۳، ۳۲ ہو گی اس طرح قرآن مجید کو پڑھنے سے انسان کو اسی قدر نیکیاں اور درجات ملیں گے۔

○ پورا قرآن پاک ۲۳ سال، ۵ ماہ اور ۱۴ دن میں نازل ہوا۔ اس میں ایک لاکھ پانچ ہزار چھ سو چوراسی نقطے، پانچ سو اٹھاون رکوع، چھ ہزار چھ سو چھیاسٹھ آیات، ایک سو چودہ سورتیں، سات منزلیں، چودہ آیات سجدہ اور تیس پارے ہیں۔

○ قرآن کریم میں "اللہ" کا لفظ ۲۶۹۸ بار "رحمٰن" کا لفظ ۵۷ بار اور "رحیم" ۱۱۴ بار آیا ہے۔

○ قرآن پاک میں ۲۵ نبیوں کا ذکر آیا ہے اور چھ نبیوں کے نام پر سورتیں ہیں۔ سورہ یونس، سورہ ابراہیم، سورہ یوسف، سورہ محمدؐ، سورہ نوح، سورہ ہود۔

○ قرآن مجید کی سب سے بڑی سورت "البقرہ" اور سب سے چھوٹی "الکوثر" اور سب سے بڑی بزرگ آیت "آیت الکرسی" ہے۔

○ قرآن مجید میں سات سو جگہ نماز پڑھنے اور ایک سو پچاس جگہ خیرات کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ قرآن مجید میں سورہ طواسین یعنی جن کے شروع میں طٰسٓ آیا ہے کل تین (سورہ النمل، سورہ القصص، سورہ الشعراء) ہیں اور سورہ حوامیم یعنی جن کے شروع میں حٰمٓ آیا ہے کل سات (سورہ احقاف، سورہ دخان، سورہ مومن، سورہ سجدہ، سورہ الشوریٰ، سورہ الزخرف اور سورہ الجاثیہ ہیں۔

○ حضرت مریم علیہا السلام وہ واحد خاتون ہیں جن کا ذکر قرآن پاک میں آیا ہے۔ اور آپ کے نام پر سورت مریم آئی ہے۔

○ حضرت زید بن حارثؓ وہ خوش نصیب صحابی ہیں جن کا ذکر قرآن مجید کی سورت احزاب میں آیا ہے۔

○ سورہ توبہ (سورہ براءت) "بسم اللہ" سے شروع نہیں ہوئی اور سورہ النمل میں بسم اللہ دو مرتبہ آئی ہے۔

○ قرآن مجید میں چار مساجد (مسجد الحرام، مسجد اقصیٰ، مسجد ضرار اور مسجد قبا) کا ذکر آیا ہے۔

○ حجاج بن یوسف نے قرآن مجید میں زیر، زبر، پیش یعنی اعراب لگوائے تاکہ عجمی سے آسانی سے پڑھ سکیں غلط لفظ ادا نہ ہو اور ابوالاسود نے آیت کے لئے گول نشان مقرر کیا۔

○ بہ اعتبار نزول قرآن مجید کی پہلی سورت "سورہ علق" اور آخری "سورہ النصر" ہے۔

○ قرآن مجید میں حضرت لقمان، ذوالقرنین اور عزیز مصر کا نام آیا ہے۔ جو پیغمبر نہیں تھے ان کا نیک لوگوں میں شمار کیا جاتا ہے۔

○ قرآن پاک میں چودہ ۱۴ حروف مقطعات ہیں اور انتیس ۲۹ سورتیں حروف مقطعات سے شروع ہوئی ہیں

قرآن مجید بلاشبہ دنیا کی سب کتابوں سے زیادہ پڑھی جانے والی مقدس کتاب ہے۔

○ قرآن کا دل سورہ یٰس کو اور عروس القرآن سورہ رحمٰن کو کہا جاتا ہے۔

○ سورہ بقرہ کا اختتام دعا پر ہوا ہے اور سورہ الحمد پوری کی پوری کی دعا ہے۔

○ قرآن مجید میں مکی سورتوں کی تعداد ۸۶ اور مدنی سورتوں کی تعداد ۲۸ ہے۔

○ قرآن حکیم میں تقریباً ۹۹ آیات ایسی ہیں جو کسی نہ کسی طریق سے ختم نبوتؐ کا ثبوت فراہم کرتی ہیں۔

○ قرآن حکیم میں آیات شفاء چھ جگہ آئی ہیں۔ (۱) سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۴ (۲) سورہ یونس کی آیت نمبر ۵۷ (۳) سورہ نحل کی آیت نمبر ۲۹ (۴) سورہ نبی اسرائیل کی آیت نمبر ۸۲ (۵) سورہ شعراء کی آیت نمبر ۸۰ (۶) سورہ حم السجدۃ کی آیت نمبر ۴۴۔

○ قرآن مجید میں سب سے زیادہ دہرائی جانے والی آیت سورہ رحمٰن کی فبای آلاء ربکما تکذبن ہے جو اکتیس مرتبہ دہرائی گئی ہے۔

○ قرآن مجید میں جانوروں میں اونٹ، گائے، دنبہ، بھیڑ، بکری، گھوڑا، خچر، گدھا، بھیڑیا، ہاتھی، کتا، بندر اور خنزیر (سور) پرندوں میں سلویٰ (بیڑ کی قسم)، کوا، ہدہد، اور ابابیل، حشرات الارض میں شہد کی مکھی، چیونٹی، مکھی، مچھر اور گھن (دیمک) پانی کے جانور مچھلی، ترکاری اور پھلوں میں لہسن، پیاز، من (پودینہ کی قسم) کھجور، زیتون، انگور، انار اور انجیر کا ذکر ہے۔

○ قرآن مجید میں چھ فرشتوں (ملا ئکہ) جبرئیل، میکائیل، عزرائیل، رعد، ہاروت اور ماروت، بڑے سات کافروں کے نام۔ شیطان، سامری، ابولہب، آذر، فرعون، ہامان، قارون۔ آئے ہیں۔

اسلام کا مستقبل روشن ہے

ڈاکٹر احمد سجاد

رب العزت نے، اسلام کے روشن مستقبل کے لئے جن مالی، مادی، روحانی، طبعی اور افرادی ذرائع وسائل اور صلاحیتوں کی ضرورت ہے، ان سے عالم اسلام کو مالا مال کر رکھا ہے۔ عصر حاضر کے مادی و الحادی اور سیاسی نظریات اور چیلنجوں کو قبول کرنے کی صلاحیت اب سوائے عالم اسلام کے کسی میں نہیں۔ اب عالم اسلام کے سوا کسی عالمی طاقت میں یہ بوتا نہیں ہے کہ وہ وقت کے موجودہ دھاروں کو کوئی نیا اور تعمیری موڑ دے سکے۔ مسلم دنیا اپنی آبادی، سیاسی بیداری، جغرافیائی پوزیشن اور جملہ صلاحیتوں کے سبب تمام عصری تقاضوں اور مطالبوں کو پورا کرنے کی بھرپور قوت رکھتی ہے۔ ایک محتاط اندازے کے مطابق مسلم دنیا کی موجودہ آبادی تقریباً ایک ارب (دس سو ملین) ہے، جس کے دنیا بھر میں پچاس سے زائد آزاد ممالک ہیں۔ صرف ایشیاء میں بیس سے زائد آزاد مسلم ریاستیں ہیں اور اگلی دہائی تک مزید بیس آزاد مسلم ریاستوں کے قیام کے قوی امکانات پیدا ہو چکے ہیں۔ ان سب کی طاقت کو اقوام متحدہ اور عالمی برادری تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئی ہے۔ اتنا ہی نہیں مسلمانوں کے بیشتر علاقے کرۂ ارضی کے بہترین اور زرخیز ترین خطوں پر مشتمل ہیں۔

جہاں تک مادی وسائل کا سوال ہے، بحیثیت مجموعی اس اعتبار سے بھی وہ کسی سے کم نہیں، مثلاً مسلمانوں کے پاس خام تیل دنیا کا ۶۶ فیصد ہے، ربر ۷۰ فیصد، پٹ سن ۴۰ فیصد، پام آئل ۵۶ فیصد، گرم مصالحے ۸۰ فیصد، کالی مرچ ۳۰ فیصد، کوپک (لائف بوائے کے اندر استعمال ہونے والا ایک مواد) ۸۰ فیصد اور سن کونا (جو کونین بنانے کے کام آتا ہے ۹۰ فیصد) ان کے علاوہ قلعی، تانبا، لوہا، قدرتی گیس، چپسم، باکسائٹ اور کرومائڈ وغیرہ کے ذخائر بھی دریافت ہو چکے ہیں۔ ان مادی و سائل کو قرآن و سنت کی روح ہجرت سے ہم آمیز کر دیا جائے، تو پھر اسلام کے روشن مستقبل میں کیا کلام رہ جاتا ہے۔

(ماخوذ از اسلام کا روشن مستقبل ڈاکٹر احمد سجاد)

قرآن مجید کی مکمل تلاوت سے قاری کو 32,37,600 نیکیاں اور اسی قدر درجات ملتے ہیں۔

حقیقت میں اولیاء اللہ کون ہیں؟

محمد رحیم خٹک

زوال کے دور میں قوموں کے افکار و تصورات بدل جاتے ہیں- دورِ تنزل کے مسلمانوں نے اللہ تعالیٰ کو محض پوجا اور پرستش کا مستحق سمجھ لیا- جبکہ وہ پوجا اور پرستش کے ساتھ ساتھ اطاعت و فرمانبرداری کا بھی مستحق ہے- وہ عقائد' اخلاق اور عبادات کے علاوہ معاشرت' معیشت اور سیاست غرض ہر ایک شعبۂ زندگی میں اطاعت اور فرمانبرداری کا بھی مستحق ہے- اسی طرح رسول اکرم محبت و عقیدت' عظمت و تقدس کے مستحق ہونے کے ساتھ ساتھ اطاعت' اتباع اور پیروی کے بھی حقدار ہیں-

پستی کے شکار مسلمانوں نے کتاب اللہ کو صرف جھاڑ پھونک اور ایصالِ ثواب تک محدود کر دیا جبکہ قرآن کی نگاہ میں قرآن ہی پوری زندگی کا دستور العمل ہے- غرض دورِ زوال میں قرآن کی بنیادی اصطلاحات کو محدود اور غیر معتبر معنی پہنا دیئے گئے- نماز' روزہ' زکوٰۃ اور حج کے مقاصد کو پس پشت ڈال دیا گیا- قرآن کے بہت سے الفاظ کے من مانے مطلب نکالے گئے- انہی میں سے ایک لفظ "الولی" بھی ہے جس کو مسلمانوں نے غلط معنی پہنا کر اپنی بدعملی اور بے عملی کے لئے جواز پیدا کرنے کی کوشش کی- اس دور کے مسلمانوں میں لفظ "الولی" کے جو غلط تصورات رائج ہیں وہ کچھ یوں ہیں:

(۱) اللہ کا ولی وہ ہے جو غیب کی باتیں بتا دیتا ہو: آپ کے گھر میں چوری کس نے کی ہے؟ کیا مقدمے میں آپ جیت جائیں گے؟ آپ کا کھویا ہوا جانور مل جائے گا؟ یہ سب جو بتا دے وہ اللہ کا ولی ہے-

(۲) اللہ کا ولی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ کے اختیارات میں دخل اندازی کر سکتا ہو- اپنے مریدوں کو اپنی سفارش کے ذریعے بخشوا سکے خواہ وہ مرید کتنا ہی بدکردار اور بے عمل ہو-

(۳) اللہ کا ولی وہ ہے جو ہمہ وقت "خدا" کے تصور میں ڈوبا رہے- اس "جذب و استغراق" کی وجہ سے نماز' روزہ اور تمام احکام شریعت اس کے لئے معاف ہو گئے ہوں اور اسے غیر شرعی کام کرنے کا "اجازت نامہ" مل گیا ہو-

(۴) اللہ کا ولی وہ ہے جو ایمان اور عمل صالح میں کیسی ہی کوتاہی کرتا ہو مگر ہوا میں اڑ سکتا ہو اور آگ پر پاؤں رکھ سکتا ہو- یہ اور اس قسم کے دیگر غلط تصورات ہیں جو لفظ ولی اللہ کے ساتھ وابستہ کئے گئے ہیں- حالانکہ لفظ ولی کے معنی سرپرست' مطاع' جس کا کہا مانا جائے' حامی' مددگار' دوست' وارث اور ذمہ دار کے ہیں-

ابو سعید ابوالخیرؒ سے کسی نے کہا کہ فلاں بہت بڑا ولی اللہ ہے اس لئے کہ وہ ہوا میں اڑتا ہے' آگ پر پاؤں رکھتا ہے اور پانی پر چلتا ہے تو اسے ہوا گراتی نہیں' آگ جلاتی نہیں اور پانی ڈبوتا نہیں- ابوسعیدؒ نے فرمایا کہ مکھی بھی ہوا میں اڑتی ہے مگر بعد میں گندگی پر جا بیٹھتی ہے' مچھلی بھی پانی میں رہتی اور ڈوبتی نہیں ہے- آگ کا ایک کیڑا بھی آگ سے جلنا تو درکنار آگ کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا- اگر ایک مکھی' ایک مچھلی اور ایک کیڑا بھی وہی کام کر سکتا ہے جو یہ "ولی" کر رہا ہے تو اس میں کیا کمال

ہوا میں اڑنا' آگ اور پانی پر چلنا ولایت نہیں یہ کمال تو مکھی' مچھلی اور آگ کا کیڑا بھی کر سکتا ہے

ہے؟ انسان کا مقام تو کیڑے، مچھلی اور مکھی سے بہت اونچا ہے۔ ہر وہ انسان ولی اللہ ہے جو انسانوں کے درمیان اٹھ بیٹھ کر دوسروں کی بھلائی اور خدا کی اطاعت و فرمانبرداری شریعت محمدی کے مطابق کرے۔

قرآن میں لفظ ولی مختلف معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

ولی، مطاع کے معنی میں

یعنی جس کی اطاعت کی جائے وہ ولی ہے :

اتبعو ما انزل الیکم من ربکم ولا تتبعوا من دونه اولیاء قلیلا ما تذکرون○

ترجمہ : "پیروی کرو اس وحی کی جو تمہاری طرف تمہارے رب کی جانب سے اتاری گئی ہے اور اسے چھوڑ کر دوسرے اولیاء کی کی پیروی نہ کرو۔ تم کم ہی نصیحت قبول کرتے ہو" (الاعراف آیت : ۳)

ولی، حامی و ناصر کے معنی میں

ان ولی اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین

(الاعراف آیت : ۱۹۶)

"(اے محمدؐ کہہ دو) یقیناً میرا حامی و مددگار اللہ ہے جس نے کتاب اتاری اور وہ نیک روش اختیار کرنے والوں کی حمایت اور سرپرستی فرماتا ہے۔"

اصل میں ولی اللہ کون ہے؟

اللہ کا ولی درحقیقت وہ ہے جس نے زندگی کے ہر گوشہ اور ہر میدان میں اللہ تعالیٰ کو اپنا مطاع بنا لیا ہو، جس نے اللہ ہی کو اپنا حامی و ناصر بنایا ہو جس نے اللہ ہی کو رفیق اور معاون بنایا ہو۔ اللہ کے احکام کے مطابق اپنے خیالات، اخلاق اور عمل کو ڈھالا ہو وہی درحقیقت ولی اللہ ہے۔ وہ آیت جس کو جتنا زیادہ وعظ کی محفلوں میں دہرایا جاتا ہے اس قدر زیادہ اس کا مفہوم غلط بیان کیا جاتا ہے حالانکہ قرآن مجید اس آیت کا مفہوم یہ بیان کرتا ہے کہ

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیھم و لا ھم یحزنون○ والذین امنوا و کانوا یتقون○ لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا و فی الاخرۃ ج (یونس، آیات ۶۲، ۶۳، ۶۴)

"سنو! اللہ کے دوست تو وہی ہیں، جو ایمان لائے اور جنہوں نے تقویٰ کا رویہ اختیار کیا۔ ان کے لئے کسی خوف اور رنج کا موقعہ نہیں۔ دنیا اور آخرت دونوں زندگیوں میں ان کے لئے بشارت ہی بشارت ہے۔"

ہمارے استاد ابو الفاروقؒ سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے کبھی ولی اللہ کو دیکھا ہے تو فرمایا "ہاں۔ راولپنڈی کے ریلوے سٹیشن پر دیکھا۔ ایک دفعہ میں پنڈی کے ریلوے سٹیشن پر اترا تو دیکھا کہ سارے قلی بھاگم بھاگ دوڑ رہے ہیں اور مسافروں کا سامان اٹھا رہے ہیں کہ یہی ان کی کمائی کا وقت ہے۔ میں نے دیکھا کہ عین اس وقت ایک قلی عصر کی نماز پڑھنے کھڑا ہو گیا اور نہایت آرام اور خضوع سے نماز پڑھتا رہا۔ بعد میں جب سارے مسافر اتر گئے اور میں بڑھاپے کی وجہ سے اپنی سیٹ پر بیٹھا رش کم ہونے کا انتظار کر رہا تھا تو وہی قلی نماز پڑھنے کے بعد میرے ڈبے میں آ گیا اور سامان اٹھوانے کے بارے پوچھا۔ چنانچہ اس نے میرے دو عدد سوٹ کیس اتارے۔ میں نے اسے ایک روپیہ دیا تو اس نے آٹھ آنے واپس کر دیئے۔ میں نے کہا، کوئی بات نہیں۔ پورا روپیہ لے لیں تو اس نے کہا کہ ہم ایک سوٹ کیس کے چار آنے لیتے ہیں اس طرح آٹھ آنے بنتے ہیں اور میں اپنے حق سے زیادہ نہیں لیتا۔ میری نگاہ میں تو یہی ولی اللہ ہے جسے میں نے پنڈی ریلوے سٹیشن پر دیکھا تھا۔ مطلب یہ کہ ولی وہ ہے جو احکام خداوندی کا پابند ہو اور وہ کسی کا حق نہ مارتا ہو۔ یہی ولی اللہ ہے کہ ۔

تقدیر کے پابند جمادات و نباتات
مومن فقط احکام الٰہی کا ہے پابند

اقبال

زندہ جذبوں کی روئداد

فحاشی کے خلاف ایک مہم

تنظیم طلبہ سلفیہ پاکستان کے ملتان زون کی پریس ریلیز

ملتان (نمائندہ دعوت) تنظیم طلبہ سلفیہ' اہل حدیث طلبہ تنظیموں میں ایک منظم اور فعال تنظیم ہے۔ تنظیم طلبہ سلفیہ پاکستان' کے قیام کا مقصد ملک میں خالص اسلامی انقلاب برپا کرنا' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ سرانجام دینا' اپنے کارکنوں کی اسلامی خطوط پر تربیت کرنا' سلفی عقائد کا ملک کے گوشے گوشے میں پرچار کرنا اور نوجوانوں کو عملاً جہاد کے لئے تیار کرنا ہے۔ اس تنظیم کا جس جگہ بھی تھوڑا بہت وجود ہے وہاں وہ سراپا حق بنی باطل قوتوں کو للکار رہی ہے۔ اس کا ایک ایک جوان شوقِ شہادت کو اپنے سینے میں فروزاں کئے اپنی منزل (اسلامی نظام کے قیام) کی طرف رُواں دُواں ہے۔ یہ وہ صالح نوجوان ہیں جو کردار کے غازی اور دین کے داعی بن کر اپنے اسلاف کی روایات کی بازگشت کا عزم رکھتے ہیں۔

جب یہ جوان اپنے اسلاف کی قربانیوں کے نتیجے میں بننے اور لا الہ الا اللہ کے نام پر حاصل کئے جانے والے ملک میں برائی دیکھتے ہیں تو ان کی دینی حمیت اور غیرت بھڑک اٹھتی ہے اور شہادت کی آرزو آنکھوں کے سامنے قرآنی صداقتوں اور بشارتوں کی شکل میں جلوہ فگن ہو جاتی ہے۔ شہیدوں کا لہو پکارتا محسوس ہوتا ہے کہ شہیدوں کے مشن کے اصل وارث یہی لوگ ہیں۔

پاکستان میں جہاں عریانی اور فحاشی کا سیلاب آیا ہوا ہے وہاں تنظیم طلبہ سلفیہ پاکستان کے جیالے سر پر کفن باندھ کر اس سیلاب کے سامنے آہنی چٹان بن کر اسے روکنے کا عزم کئے ہوئے ہیں۔ تنظیم طلبہ سلفیہ ملتان نے رمضان المبارک میں فحاشی اور عریانی کے خلاف ایک مہم شروع کی۔ اس سلسلے میں تنظیم نے رمضان المبارک سے چند دن قبل 29 فروری کو ایک سائیکل ریلی کا انعقاد کیا جس کے ذریعے انتظامیہ اور فحاشی و عریانی پھیلانے کے ذمہ دار اصحاب تک یہ بات پہنچائی کہ اللہ کے یہ شیر تمہارا یہ گھناؤنا اور غلط کاروبار نہیں چلنے دیں گے۔ اس ریلی کا آغاز تنظیم طلبہ سلفیہ ملتان کے دفتر واقع حافظ جمال روڈ سے کیا گیا۔ رحمت دوعالمؐ کے غلام' علامہ احسان الٰہی ظہیر شہیدؒ اور شیخ جمیل الرحمٰن شہیدؒ کی منزل کے یہ پُرعزم راہی جب میدان عمل میں نکل آئے تو پھر ایک نہیں سیکڑوں نوجوانوں نے ان کی آواز پر لبیک کہا اور یہ کارواں قرآن کی اس آیت کا مصداق ٹھہرا:

(وانتم الا علون ان کنتم مومنین)

یہ قافلہ جہاں جہاں سے گزرتا گیا سڑک کے دونوں کناروں پر نصب کھمبوں پر لگے ہوئے فحش فلمی پوسٹر اترتے اور بھرے بازار میں آگ کی نذر ہوتے چلے گئے۔ یہ جلوس تنظیم کے دفتر سے دولت گیٹ' حسین آگاہی' لوہاری گیٹ اور گھنٹہ گھر سے ہوتا ہوا کچہری چوک پہنچا۔ کارکن راستہ میں آنے والے سینما

تنظیم طلبہ سلفیہ کے صالح نوجوان کردار کے غازی بن کر اپنے اسلاف کی روایات کی بازگشت کا عزم رکھتے ہیں

گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور انھوں نے بڑے بڑے فلمی پوسٹر اتار کر نذر آتش کر دیئے۔ جب کوئی بہت بڑا فلمی بت ٹوٹتا اور آگ میں جلتا نظر آتا تو فضا تکبیر کے نعروں سے گونج اٹھتی۔ ایسا ولولہ اور جذبہ جلوسوں میں کم ہی دیکھا جاتا ہے۔ کارکنوں کے ساتھ ساتھ عوام اور دوکاندار اس موقع پر جلوس میں لگائے جانے والے نعروں کا جواب دینے لگے۔ یہ ملتان کی تاریخ میں پہلا جلوس تھا جس نے فحاشی اور عریانی کے خلاف عملی جہاد کا اعلان کیا۔ ادھر وہ لوگ تھے جو دولت کے حصول کے لئے فحاشی عریانی کے ذریعے نوجوان نسل کو تباہ کر رہے تھے ادھر یہ سلفی نوجوان تھے جو اللہ کی رضا کے حصول کے لئے کوشاں تھے۔ رمضان المبارک میں اس کارروائی کے باوجود جب عریانی فحاشی میں کوئی کمی نہ آئی تو تنظیم کا ایک وفد ڈپٹی کمشنر ملتان سے ملا۔ D.C صاحب نے یقین دلایا کہ جلد ہی تمام برائی کے اڈے اور ان کی تشہیر بند کر دی جائے گی۔

رمضان کا پہلا عشرہ گزر گیا لیکن انتظامیہ نے برائی کا سیلاب روکنے کے لئے کوئی سدباب نہ کیا تو تنظیم کے کارکنوں نے 17 رمضان المبارک کو 'یوم بدر' کے موقع پر جنگ بدر کی روایات کے پس منظر میں 313 سرفروشوں کے کفن پوش جلوس کا اہتمام کیا۔ ملتان کے سینما گھروں سے ایک بار پھر پوسٹر اترتے چلے گئے۔ مسلح محافظ سینما گھروں کو تالے لگا کر پہرہ دینے لگے۔ ملتان سینما ایسوسی ایشن کے عہدیداران اور سینما مالکان گھبرا اٹھے اور تنظیم کے دفتر آکر سمجھوتہ کرنے کی پیش کش اور اپنی اپنی پاک دامنی کا بڑے شد و مد سے اظہار کرنے لگے اور الزام کسی دوسرے کے سر لگانے لگے اور اس عزم کا اظہار کرنے لگے کہ ہم فحاشی کے خلاف اس احتجاج میں آپ کے ساتھ تعاون کرنے کو تیار ہیں۔

پروگرام کے مطابق جس دن کفن پوش جلوس نکلنا تھا ملتان کے تمام وڈیو سنٹروں' سینما گھروں کو تالے لگے ہوئے تھے اور پورا شہر فلمی پوسٹروں سے پاک تھا۔ ملتان کی پولیس جلوس سے بھی دو گھنٹے پہلے چوک گھنٹہ گھر میں پہنچ گئی تھی۔ جب کفن پوش کارکنوں کا جلوس اپنی منزل کی طرف رواں تھا تو عجیب سماں تھا۔ پولیس کے اہلکار لاٹھیاں اٹھائے جلوس کے آگے اور پیچھے تھے۔ جلوس ابھی راستے میں ہی تھا کہ پولیس نے تنظیم کے نائب امیر کو گرفتار کر لیا۔ جو جلوس کے پیچھے پیچھے آ رہے تھے۔ مگر جلوس کے شرکاء نے پولیس سے اپنے قائد کو چھڑا لیا۔ رواں دواں جلوس جب کچہری چوک پر پہنچا تو تمام سڑکیں بلاک ہو چکی تھیں۔ یہاں تنظیم نے ایک بہت بڑے جلسہ کا انعقاد کیا۔ جس میں تنظیم کے قائدین نے پرجوش تقریریں کیں۔ مقررین نے حکومت اور سینما مالکان کو انتباہ کیا کہ یہ ہماری تحریک کا صرف نقطۂ آغاز ہے۔ اس جلوس کے بعد تنظیم کے جوانوں نے رات کی گشت اور فلمی پوسٹر اتار کر جلانا اپنا معمول بنا لیا۔ یہاں تک کہ عید پر لگائی گئی فلموں کے پوسٹر دوسرے دن غائب تھے۔ یاد رہے کہ ملتان میں کم ازکم پچاس سینما گھر ہیں جو فحاشی عریانی پھیلانے میں مصروف ہیں۔ لیکن تنظیم طلبہ سلفیہ کے نوجوانوں کی یہ تحریک بھی روز بروز زور پکڑ رہی ہے۔ انشاء اللہ وہ دن دور نہیں جب یہ ملک فحاشی اور عریانی کی غلاظت سے پاک ہو جائے گا۔ یہ نوجوان عزم کئے ہوئے ہیں کہ اس ملک کی فضاؤں میں کتاب و سنت کا پرچم لہرا کر ہی دم لیں گے۔

۞ ۞ ۞ ۞ ۞ ۞

جہاد' روزہ اور معاش کیلئے سفر

حضرت ابو ہریرہ کہتے ہیں کے رسول اللہؐ نے فرمایا کہ :

(1) خدا کے دین کے دشمنوں سے جہاد کرو تو اجر کے علاوہ مال غنیمت بھی ملے گا۔

(2) روزہ رکھو تو اجر کے علاوہ تندرسی بھی حاصل ہو گی۔

(3) اور سفر کرو تاکہ دوسروں کے آگے ہاتھ نہ پھیلانا پڑے۔

(ترغیب بحوالہ طبرانی)

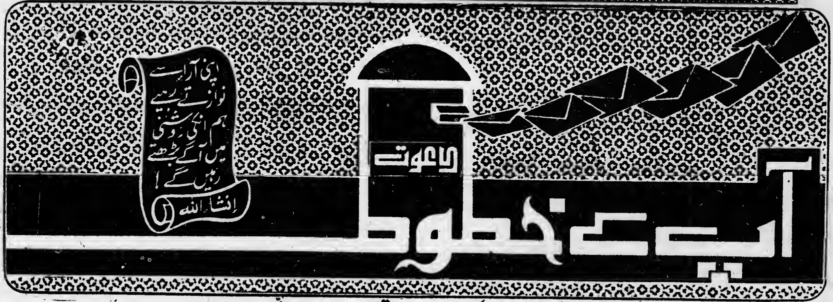

مدیر کا مراسلہ نگار حضرات کی آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے (ادارہ)

محترم المقام مدیر مجلّہ "دعوت" سلمہ الرحمٰن

السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

عرصہ دراز سے مجلّہ "دعوت" اردو موصول ہوتا رہتا تھا۔ جس سے قلبی سکون ملتا رہتا تھا۔

مگر کچھ عرصہ سے اردو کی بجائے پشتو رسالہ ملنا شروع ہو گیا ہے۔ لہٰذا از راہ کرم آئندہ مجلّہ "دعوت" اردو بھیج دیا کریں۔ اللہ ہم سب کو توحید و سنت کی دعوت کو تمام عالم میں پھیلانے کی توفیق عنایت فرمائے۔

والسلام

طالب دعا: سمندر خان یوسفزئی ضلع و تحصیل مردان

جناب سمندر خان صاحب!

آپ کی شکایت موصول ہو گئی ہے اور متعلقہ شعبہ کو پہنچا دی گئی ہے۔ ادارہ اس کوشش میں رہتا ہے کہ اگر کسی قاری کو پرچے ملنے کے سلسلے میں شکایت ہو تو اس کا ازالہ کر دیا جائے۔ عام طور پر ایسا کم ہی ہوتا ہے۔ چونکہ مجلّہ "دعوت" پشتو اور اردو ایک ہی جگہ سے ڈسپیچ ہوتے ہیں شاید اسی لئے ایسا ہوا ہے۔ امید ہے کہ آئندہ آپ کو شکایت نہیں ہو گی۔

***

مکرمی جناب مدیر ماہنامہ "دعوت" اردو

خیریت دارم و مزید خواہان خیر

مزاج شریف!

عرض یہ ہے کہ اچانک ندوہ العلماء میں آپ کا موقر رسالہ نظر سے گزرا، دل باغ باغ ہو گیا، اگر پہلے سے معلوم ہوتا تو قلمی رشتہ ضرور قائم کرتا۔ فی الحال ایک نظم "نذر مجاہدین" ارسال خدمت ہے، قبول فرمائیں۔ انشاء اللہ کسی وقت "کون ہے اہلحدیث" کے نام سے دوسری نظم ضرور ارسال کروں گا۔

عرض یہ ہے کہ ہمارے یہاں ایک لائبریری "علمی منزل" کے نام سے قائم ہے اس لائبریری میں پاکستان کے کئی ایک جماعتی و مسلکی جرائد مثلاً "اہلحدیث" "صحیفہ اہلحدیث" "نداء الجہاد" "تنظیم اہلحدیث" وغیرہ آتے ہیں، اس لئے آپ سے التماس ہے کہ آپ جماعت کا موقر ماہانہ "دعوت" اردو ارسال کر دیا کریں۔ تاکہ یہاں کے مسلمان جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنہ اور اس کی دعوت و تبلیغ کی سرگرمیوں کے بارے میں کچھ واقفیت حاصل کر سکیں۔

آپ سے امید ہے کہ آپ پہلی فرصت میں مجلّہ ضرور ارسال کریں گے، آپ کا بہت ممنون و مشکور ہوں گا۔ تمام احباب کو سلام عرض ہے۔

والسلام

ذکر اللہ ذاکر ندوی

بسکوہر بازار۔ سدھارتھ نگر۔ یو۔ پی۔ بھارت

جناب مولانا ذکر اللہ ذاکر صاحب ندوی!

تعریفی آراء کی بجائے مثبت تنقید زیادہ موثر اور زیادہ نتیجہ خیز ثابت ہوتی ہے

PROPERTY OF ACKU

آپ نے رسالے کے بارے میں جن نیک جذبات کا اظہار کیا ہے وہ ہمارے لئے باعث مسرت و افتخار ہے۔ آپ کی نظم مل گئی ہے۔ انشاء اللہ مناسب وقت پر شائع کر دی جائے گی۔ آپ کی دوسری نظم کا انتظار رہے گا۔ آپ کی "علمی منزل" آنے والے جماعتی اور مسلکی جرائد کے ساتھ اب ہمارا جریدہ مجلّہ دعوت" بھی شامل ہو گا۔ انشاء اللہ۔ جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ اور اس کی دعوتی اور تبلیغی سرگرمیوں کے بارے میں آپ کی دلچسپی آپ کے دینی رشتے اور جذبے کی مظہر ہے۔

***

محترم مدیر مجلّہ "دعوت" اردو۔ پشاور
السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ

اپنے ایک دوست کے ہاں آپ کا مجلّہ "دعوت" اردو دیکھا۔ پرچے میں دینی اور سیاسی مضامین کا حسین امتزاج نظر آیا۔ شیخ صاحب کی شہادت کے حوالے سے امیر جماعۃ الدعوۃ شیخ سمیع اللہ کی پریس کانفرنس پڑھی۔ شیخ صاحب کے خیالات ہر طرح سے ایک صابر، صالح اور متدین روح کی ترجمانی کرتے ہیں۔ سوویت یونین کی مسلم ریاستیں، افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کا تجربہ، معلوماتی مضمون تھے جبکہ کارکنوں کے نام حاجی ولی اللہ غلام کا پیغام ایک دعوتی اور تربیتی مضمون تھا میں امید کرتا ہوں کہ آپ کا مجلّہ اس طرح دعوتی اور معلوماتی مضامین شائع کرتا رہے اور اللہ تعالیٰ سے اس کی روزافزوں ترقی کے لئے دعاگو ہوں۔ آمین۔ والسلام

محبوب الحسن۔ حرم گیٹ ملتان

جناب محبوب الحسن صاحب!

آپ کے خط سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کو ملنے والا پرچہ دسمبر کا ہے۔ بہرحال آپ نے جس انداز سے ہمارا حوصلہ اور ہماری ہمت افزائی فرمائی ہے۔ خدا آپ کو اس کا اجر عطا فرمائے۔ ہم بہتر سے بہترین کی جستجو میں ہیں۔ اگر آپ کے خط میں تنقیدی پہلو بھی شامل ہوتا تو یہ ہمارے لئے زیادہ بہتر ہوتا۔ امید ہے کہ آئندہ آپ حوصلہ افزائی کرنے سے زیادہ مثبت تنقید کے پہلو کو مدنظر رکھیں گے۔

***

مکرمی جناب مدیر "دعوت" اردو، پشاور
السلام علیکم و رحمتہ اللہ و برکاتہ۔

میں آپ کے پرچے کا مسلسل قاری ہوں۔ ایک بات جو اسے تمام دینی پرچوں سے ممتاز کرتی ہے وہ اس کا مثبت انداز میں اپنا نقطہ نظر پیش کرنا ہے۔ جماعۃ الدعوۃ کا ترجمان فی الواقعی جماعۃ الدعوۃ الی القرآن والسنۃ کے مزاج کا حامل ہے۔ بانی جماعت شیخ جمیل الرحمٰن شہید" ساری زندگی جس لگن اور محنت سے افغان احزاب میں اتحاد اور اتفاق و یکجہتی کی اہمیت عملی اور فکری انداز میں واضح کرتے رہے ہیں، بالکل اس طرح آپ کے پرچے کے مضامین اور اداریئے بھی اسی درد اور تڑپ کے حامل ہوتے ہیں، سچی بات تو یہ ہے افغان احزاب کو، نجیب کی حکومت کے خاتمے اور عبوری حکومت کے قیام کے بعد اتحاد کی پہلے سے کہیں زیادہ ضرورت ہے۔ صرف افغان احزاب کا اتحاد ہی افغانستان کے خلاف ہونے والی اندرونی اور بیرونی سازشوں کے سامنے سد سکندری بن سکتا ہے اور اسی سے افغانستان کا استحکام اور تعمیرنو وابستہ ہے۔

والسلام

علاؤ الدین۔ سمن آباد، لاہور

مکرمی علاؤ الدین صاحب!

آپ کے جذبات، پوری افغان ملت اور مسلم افغانستان کے ساتھ ہمدردی اور بھائی چارے کے آئینہ دار ہیں۔ جن اندرونی اور بیرونی سازشوں کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے ان کے سدباب کی ضرورت کا احساس افغان احزاب کو بھی ہے۔ افغان قوم ایک غیور اور ذہین قوم ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ افغان احزاب اس وقتی بحران سے سرخرو ہو کر نکلیں گے اور مستقبل قریب میں افغان حکومت اس انداز سے مستحکم ہو جائے گی کہ تمام مسلم ممالک کے لئے مینارہ خدا ثابت ہو گی۔ والسلام

***

اپنے مضامین، خطوط اور پتہ کاغذ کے ایک طرف، خوشخط اور صاف لکھا کریں

درسِ حدیث

○ عَنْ زَیْدِ بْنِ اَرْقَمَ قَالَ قَالَ اَصْحَابُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : یَا رَسُوْلَ اللهِ مَا هٰذِهِ الْاَضَاحِیُّ؟ قَالَ سُنَّةُ اَبِیْكُمْ اِبْرَاهِیْمَ قَالُوْا فَمَا لَنَا فِیْهَا یَا رَسُوْلَ اللهِ؟ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ حَسَنَةٌ قَالُوْا فَالصُّوْفُ؟ یَا رَسُوْلَ اللهِ قَالَ بِكُلِّ شَعْرَةٍ مِّنَ الصُّوْفِ حَسَنَةٌ : (سنن ابن ماجه مطبوعة المكتبة العلمية بيروت جلد۲ صفحه ۱۰۴۵ باب ثواب اضحية حديث ۳۱۲۷)

○ عَنْ اَبِیْ سَعِیْدٍ قَالَ ضَحّٰی رَسُوْلُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَبْشٍ اَقْرَنَ فَحِیْلٍ یَاْكُلُ فِیْ سَوَادٍ وَّیَمْشِیْ فِیْ سَوَادٍ وَّیَنْظُرُ فِیْ سَوَادٍ (سنن ابن ماجه باب ما يستحب من الاضاحی ج۲ ص۱۰۴۶ حديث ۳۱۲۸)

○ زید بن ارقم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہؓ نے پوچھا، اے اللہ کے رسول یہ قربانی (جو ہم ذبح کرتے ہیں) کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (یہ قربانی) تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام کی سنت ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کی، اے اللہ کے رسول ہمیں اس کا کیا فائدہ ہے؟ (تو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ (تمہارے لئے قربانی والے جانور کے) ہر ایک بال کے بدلے نیکی ہے۔ صحابہ کرام نے پھر پوچھا اے اللہ تعالیٰ کے رسول (یہ تو ان جانوروں کے متعلق آپ نے وضاحت فرمائی ہے جنکے جسم پر بال ہوتے ہیں کیا) اُون (والے جانوروں میں بھی یہ فائدہ ہے) آپ نے فرمایا (ہاں اُون والے جانور کی) اُون کے ہر بال کے بدلے میں بھی نیکی ہے۔

ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سینگوں والے نر (غیر خصی) دُنبے کی قربانی فرمائی جسکا منہ کالے رنگ کا تھا۔ ٹانگیں اور آنکھیں بھی سیاہ رنگ کی تھیں۔

نوٹ : نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے خصی اور غیر خصی دونوں قسم کے دُنبوں کی قربانی ثابت ہے بلکہ خصی جانور کی قربانی زیادہ پسندیدہ ہے کیونکہ وہ زیادہ موٹا ہوتا ہے۔ واللہ اعلم۔

کی سیاسی پارٹیوں کی طرح سیاسی پارٹیاں نہ سمجھیں' بلکہ افغانستان کے احزاب' اسلامی احزاب ہیں اور ان کے ارکان مجاہدین فی سبیل اللہ ہیں۔ ان کو اقتدار کے لئے سیاسی داؤ پیچ زیب نہیں دیتا۔ بلکہ افغانستان کے احزاب نے دنیا کے سامنے اسلامی سیاست کا نمونہ پیش کرنا ہے اور اسلامی سیاست کے بنیادی نقاط رضائے الٰہی کا حصول' مسلمانوں کی خیرخواہی اور انسانیت کی فلاح ہوتی ہے۔ جس کے لئے پارٹی اور پارٹی کے کارکن کو **تعاونوا علی البر و التقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان** کے اصولوں پر کاربند ہونا پڑے گا۔ کسی کو بھی بڑی پارٹی کے زعم میں مبتلا نہیں ہونا چاہئے بلکہ ہر ایک کے موقف کی اہمیت کو قرآن و سنت کی روشنی میں دیکھنا چاہئے۔ گروپ بڑے ہوں یا چھوٹے اس بات کی کوئی اہمیت نہیں' اصل بات اسلامی نظام کے ساتھ خلوص' امن کے لئے تڑپ اور تعمیرِ نو کی لگن ہے۔ آج ہر وہ نیت مبارک اور ہر وہ ہاتھ قابل ستائش ہے جو افغانستان میں اسلام' امن اور تعمیر نو کے لئے کام کرے۔

مجددی صاحب کی دو ماہ کی عبوری حکومت ہو یا اس کے بعد تشکیل پانے والا چار ماہ کا فارمولا یا پھر انتخاب کے بعد مستقل حکومتی ڈھانچہ' ہر مرحلہ پر سارے احزاب کو ساتھ لے کر چلنے کی اہمیت ہمیشہ مسلم رہے گی۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان نے اپنی سلامتی داؤ پر لگائی اور روسی جارحیت کے خلاف ڈٹ کر افغان مجاہدین کا ساتھ دیا۔

عالم اسلام نے افغان مجاہدین کے ساتھ نہ صرف ان کا دکھ درد بانٹا' بلکہ عالم اسلام کے ہر کونے سے شہداء نے اپنے مقدس خون سے سرزمین افغانستان کی آبیاری کی ہے۔

دنیا کی آزاد اقوام نے اقوام متحدہ کے فورم پر روس کے خلاف قرارداد پاس کر کے حق و انصاف کا ساتھ دیا ہے۔

آج اگر ہم کمیونسٹوں کی شکست اور آزادی کی صبح طلوع ہونے کے بعد دنیا کو اپنے اتحاد کا یقین نہ دلا سکے' افغانستان میں امن بحال کرنے میں ناکام رہے اور اس کے بعد بھی دوسروں کی طرف دیکھتے رہے تو تاریخ کے صفحوں میں نہ صرف چودہ سالہ جہاد کی تعبیر غلط ہو گی بلکہ اسلامی قیادت کی بجائے جاہلی رسوم و رواج اور قبائلی سیاست کی شہ پا کر افغانستان نامعلوم مصائب کا شکار ہو جائے گا۔ ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ ثم آمین

اندروں چنگیز سے تاریک تر

یہ دور حاضر کی جمہوریتیں' آمریتیں اور سیکولرازم کیا ہیں؟ قدرت سے بغاوت کرنے والے انسانی گھروندے' جن کا انجام بالاخر تباہی ہے' جو ایسے ڈھانچے ہیں جن کا ظاہر تو خوشنما لیکن اندرون چنگیز سے تاریک تر' ان تمام انسانی نظاموں کے دو رخ ہوتے ہیں' ایک نہایت ہی روشن اور چمکتا ہوا' سادہ لوح عوام اور بھولے بھالے انسان ان ظاہری چمک اور دمک کو دیکھ کر فریب کھا جاتے ہیں اور اس کے گرویدہ و حامی بن جاتے ہیں' دوسرا رخ نہایت بدنما اور تاریک ہوتا ہے' اس پر ظاہرداریوں کا پردہ بڑا ہوتا ہے' اور خفیہ مواقع پر اپنا کام کرتا رہتا ہے' یہ دوسرا رخ ہی اس کا حقیقی چہرہ ہے۔

(مولانا سعید الرحمٰن اعظمی ندوی۔ تعمیر حیات' لکھنؤ)

MONTHLY **DAWAT** (URDU)

PROPERTY OF ACKU

بسم الله الرحمن الرحيم

لا اله الا الله محمد رسول الله

الله اكبر

ان هذا القرآن يهدي للتي هي اقوم

ان الارض لله يورثها من يشاء من عباده

الا له الخلق والامر

الا له الخلق والامر

١٣٨٤ هق

جماعة الدعوة الى القرآن والسنة

افغانستان

Jamaatuddawa Ilalquran Wassunnah
Afghanistan

اسلامی حکومت کے قیام اور تعمیرِ نو کے حوالے سے

انصار بھائیوں کی تجاویز

اسلامی حکومت کا قیام

(1) فی الفور اسلامی شریعت کے نفاذ کا اعلان کیا جائے۔

(2) قرآن و سنت کو ملک میں سپریم لاء کی حیثیت دینے کا اعلان کیا جائے۔

(3) ہر صوبہ کے لئے شرعی عدالتوں کے قیام کا اعلان کیا جائے۔

(4) افغان عبوری کونسل، عبوری حکومت، انتخابات اور مستقل حکومتی ڈھانچہ، ان سب اداروں کی تشکیل اور لائحہ عمل اسلامی تعلیمات کے مطابق ہونا چاہیئے۔

(5) حکومت جو بھی انتظامی، عدالتی، دفاعی اور فلاحی ادارے تشکیل دے۔ ان کی اساس قرآن و سنت پر رکھی جائے تاکہ افغان مسلمان اسلامی نظام کے فیوض برکات سے فیض یاب ہوں اور ہماری آئندہ نسلوں کا دین و ایمان محفوظ ہو۔

(6) ہر شعبۂ زندگی کے لئے ماہرین شریعت کے کمیشن تشکیل دیئے جائیں۔ جو قومی اداروں کی اساس اسلامی تعلیمات کے مطابق رکھیں۔

امن و سلامتی

(1) افغانستان کے تمام صوبوں میں علماء اور مخلص مجاہدین پر مشتمل کمیٹیاں بنائی جائیں۔ جو اصلاح معاشرہ کا کام شروع کریں اور لوگوں کو امن و سلامتی سے رہنے کی تلقین کریں۔

(2) جو لوگوں کے تنازعات کا تصفیہ کریں۔

(3) جو لوگوں کو عفو اور درگذر کی تلقین کریں۔

(4) جو مجاہدین کو پارٹی سطح سے بالاتر کر کے ملک کے امن و سلامتی، استحکام اور تعمیر نو کے لئے ان میں اجتماعی ذمہ داریوں کا احساس و شعور اور لگن پیدا کریں۔

فلاحی کمیٹیاں

ملک کے ہر صوبے میں علماء، مجاہدین، معززین اور تعلیم یافتہ طبقہ پر مشتمل کمیٹیاں تشکیل دی جائیں۔

(1) جو شہداء کے ورثاء کی خبرگیری کریں۔

(2) جو معذوروں کا خیال رکھیں۔

(3) جو حکومت کے منصوبوں کے علاوہ مقامی راستوں اور آبی وسائل کو ترقی دیں۔ زراعت اور آب پاشی کے ذخائر پر اجتماعی کام کرنے کے لئے عوام کو ابھاریں۔

(4) جو تعلیمی اداروں کو جلد از جلد اسلامی بنیادوں پر فعال کریں۔

(5) جو افغانستان کے قریہ قریہ سے لاوارث بچوں، گمشدہ افراد، معذوروں اور شہداء کی فہرستیں بنائیں۔

اسلامی نگران کونسل

(1) حکومت کا مستقل اسلامی ڈھانچہ بنانے کے لئے اسلامی نگران

مجاہدین کو پارٹی سطح سے بلند ہو کر ملک کے امن و استحکام، تعمیر نو اور اجتماعی ذمہ داریوں کا شعور پیدا کرنا چاہیے۔

کونسل کے لئے ہی گنجائش رکھی جائے جو ملک میں ہر قسم کے اداروں کی تشکیل کے قوانین وضع کرے۔

(2) جو داخلہ و خارجہ پالیسی بنانے میں حکومت کے اقدامات کو قرآن و سنت کی کسوٹی پر پرکھیں۔

(3) اس نگران اسلامی کونسل کو ملک میں مفتی افغانستان کے عہدے کی حیثیت بھی حاصل ہونی چاہیے۔

ذرائع ابلاغ

ذرائع ابلاغ میں مجاہدین کو آپس میں عفو و درگذر' باہمی روابط اور عوام کی رہنمائی کے بارے خصوصی پروگرام نشر کرنے چاہئیں تاکہ افغانستان کے حقیقی اسلامی تشخص کو بحال کرنے اور تعمیر نو میں ساری ملت حصہ دار بن سکے۔

احزاب کا طرز عمل

ہم افغان مجاہدین کے احزاب کو سیاسی پارٹیاں کہنا ان کی شان کے خلاف سمجھتے ہیں۔ افغانستان کے سارے احزاب نے جہاد فی سبیل اللہ میں تمام مجاہدین کی قیادت کی ہے۔ مسلم افغانستان کے مستقبل میں ان کا کردار اسلامی سیاست کا آئینہ دار ہونا چاہیے۔ انہیں اقتدار کی خاطر مدمقابل کو پچھاڑنے کے لئے مغربی سیاست کی پیداوار سیاسی پارٹیوں کا رویہ اور وطیرہ اختیار کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے۔ ان کو **تعاونوا علی البرو التقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان** کا نمونہ ہونا چاہیے۔

تزکیہ

(1) معاشرہ کے تزکیہ اور تعلیم کے لئے ہر شہر اور قریہ کی مساجد میں درس قرآن اور درس حدیث کا بندوبست کیا جائے۔

(2) علماء سے بھی اپیل کی جائے کہ وہ اس مقدس فریضہ سے افغانستان کی مساجد کو ہمیشہ آباد رکھیں۔

(3) علماء افغان معاشرہ کے اندر بھائی چارہ' اخوت اور عفو و درگزر کے جذبات بیدار کرنے میں اپنا تاریخی کردار ادا کریں۔

* * * * * * * *

انسان کی تلاش

مولانا وحید الدین خان

اسلام کے مشن کو آج انسانوں کی بھیڑ میں انسان کی تلاش ہے۔ خدا کے نام پر بولنے والوں کے درمیان اس کو اس انسان کی تلاش ہے جس کو خدا کے خوف نے چپ کر رکھا ہو' دنیا کے پیچھے دوڑنے والوں کے درمیان وہ اس انسان کی راہ دیکھ رہا ہے جو آخرت کی خاطر کھڑا ہو گیا ہو۔ خدا کے نام پر خوشیاں منانے والوں کے درمیان وہ اس انسان کو ڈھونڈھ رہا ہے جس کو خدا کی یاد نے رونے پر مجبور کر دیا ہو۔ اپنی انا کا جھنڈا اٹھانے والوں کے درمیان اس کو اس انسان کی تلاش ہے جس نے خدا کو اس طرح پایا ہو کہ اس کے پاس ایک بے 'انا' روح کے سوا اور کچھ باقی نہ رہ گیا ہو۔ دین کے نام پر لڑنے والوں کے درمیان وہ اس انسان کو تلاش کر رہا ہے جس نے دین کی خاطر لڑائی بھڑائی چھوڑ دی ہو۔ **حاسبوا اغبارکم** کا جھنڈا اٹھانے والی فوج کے درمیان وہ ان لوگوں کا انتظار کر رہا ہے جو **حاسبوا انفسکم** کو اپنا شعار بنائے ہوئے ہوں۔ یہی وہ لوگ ہیں جو آج اسلام کو مطلوب ہیں۔ اور یہی وہ لوگ ہیں جن کے ذریعہ اسلام دوبارہ فکری غلبے کا مقام حاصل کرے گا۔

افغانستان کے قریہ قریہ کے لاوارث بچوں' گمشدہ افراد' معذوروں اور شہداء کی فہرستیں بنائی جائیں۔

افغان جہاد کی روحِ رواں

امام الجہاد شیخ جمیل الرحمن رحمہ اللہ شہید

اور جماعۃ الدعوۃ

جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ کو تاریخ جہاد افغانستان میں یہ اہمیت حاصل ہے کہ اس جماعت کے مؤسس نے انقلاب سے بہت ہی پہلے عقیدۂ توحید سے افغان معاشرے کی اصلاح کا کٹھن کام شروع کیا تھا اور "امت مسلمہ" کے نام سے علمائے کرام کی ایک جماعت بنائی تھی۔ وہ مردِ مومن اس سلسلے میں نہ کسی عتاب کی پرواہ کرتے تھے اور نہ کسی ملامت کی۔ ظاہر شاہ کے دور میں ان کے خلاف سرکاری مشینری بھی حرکت میں رہی اور عقیدۂ توحید سے جن کی عزت اور شرف زمین بوس ہو رہا تھا وہ بھی درپے آزار رہے۔ مگر انہوں نے اس مقدس مشن کو جاری رکھا۔ وہ حکومت کی غیر اسلامی پالیسیوں پر شد و مد سے تنقید کرنے لگے، خصوصاً روس کے ساتھ فوجی، تجارتی اور ثقافتی معاہدوں اور روابط پر شیخ رحمہ اللہ نے ظاہر شاہ کے دور میں سخت تنقید کی تھی۔ ہمسایہ اسلامی ملک پاکستان کے ساتھ روس اور بھارت کی شہ پر معاندانہ رویہ برتنے کو شیخ روس، یہود اور ہنود کی سازش سمجھتے تھے۔ افغانستان کے قوم پرست، افغانستان کو امتِ مسلمہ کے رشتہ سے کاٹ کر رنگ و نسل کے محدود نظریہ پر چلانا چاہتے تھے۔ شیخ نے اس غیر اسلامی نظریئے کا اس طرح ڈٹ کر مقابلہ کیا کہ وہ پاکستانی ایجنٹ کہلانے لگے۔

ظاہر شاہ نے جب افغانستان کے لئے آئین دینے کا اعلان کیا تو اس آئین کا پہلا نقطہ یہ تھا کہ بادشاہ تنقید سے بالاتر ہو گا۔ شیخ رحمہ اللہ نے اجلاس عام میں اس پر تنقید کرتے ہوئے

تحریر = عاکف سعید

فرمایا کہ "امور مملکت کے سلسلے میں صرف دو اشخاص ہی تنقید سے بالاتر ہو سکتے ہیں، ایک بچہ دوسرا پاگل۔ اگر ظاہر شاہ بچہ ہے تو واقعی اپنی حرکات کے لئے قابل معافی ہے اور وہ تخت سے دستبردار ہو جائے، اگر پاگل ہے پھر بھی کسی طرح جائز نہیں کہ وہ اقتدار اعلیٰ پر فائز رہے۔ ایک اسلامی مملکت کا سربراہ نہایت ذمہ دار شخص ہوتا ہے۔ جس کو ہر وقت یہ فکر لگی رہتی ہے کہ وہ اپنے اعمال کے لئے دنیا میں اپنی رعیت اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہے"۔

ظاہر شاہ کو ملک سے باہر نکالنے کے بعد سردار داؤد نے آمریت کی ساری قہرسانیوں کے ساتھ اس مرد مومن کو نشانہ بنایا۔ حتیٰ کہ ان کے لئے اپنے آبائی گاؤں میں رہنا اور دعوت کا کام جاری رکھنا دشوار بنا دیا گیا۔ شیخ رحمہ اللہ دن کو روپوش ہو کر رات کو دشوار گزار پہاڑوں میں دعوت کا کام کیا کرتے تھے۔ وہ خود فرمایا کرتے تھے کہ "سردار داؤد کے خوف سے، لوگ اپنے گھروں میں میری موجودگی کو اپنے لئے باعثِ خطرہ سمجھتے تھے اور بہت مشکل سے بات سننے کی روادار ہوتے تھے۔ مگر جب میں ان کا ہاتھ پکڑ کر کہتا کہ سردار داؤد کے حکم کو تو آپ اتنی اہمیت دیتے ہیں کہ رات کے اندھیرے میں گھر بیٹھے خائف ہیں اور مجھے یہ حق بھی نہیں دیتے کہ میں قرآن و حدیث بیان کروں۔

شیخ صاحبؒ کہا کرتے تھے کہ اسلام کے نظام احتساب میں صرف دو اشخاص ہی تنقید سے بالاتر ہیں ایک بچہ دوسرا پاگل!

اُسی طرح وہ میری بات کو آرام سے سن کر آمریت کے تشدد کے خلاف ناقابل تسخیر چٹان بن جاتے تھے"۔ یہ فخر تو صرف جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ کو حاصل ہے کہ اس نے اپنے عظیم رہنما کی قیادت میں سب سے پہلے سردار داؤد کے دور میں مسلح جہاد کا آغاز کیا اور شیخ صاحب کے ایک شاگرد نے ہی اس اولین جہاد کا پہلا شہید ہونے کا اعزاز حاصل کیا۔ افغانستان کی سرزمین پر اسلام کی سربلندی کے لئے جس خون کے پہلے قطرے نے سرزمین افغانستان کا بوسہ لیا وہ شیخ رحمہ اللہ کے موحد مجاہد شاگرد کا خون تھا۔

سب سے پہلے شیخ کی قیادت میں صوبہ کنڑ سے ہی جہاد کا آغاز ہوا اور آپ کی ذات بابرکات کی وجہ سے علماء نے جہاد کا فتویٰ دیا تھا۔ کنڑ سے ہی جہاد، افغانستان کے دوسرے حصوں کو منتقل ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے افغانستان کے نہتے مسلمان نے روسی ٹینکوں کے آگے شہداء کے خون کا ناقابل عبور سمندر بچھا دیا۔ جس میں روس اپنی تمام تر طاقتوں اور الحادی نظریہ سمیت غرق ہوگیا۔ جہاد کی عام صف بندی کی وجہ سے شیخ رحمہ اللہ نے عملی جہاد میں حصہ لیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اعلیٰ تنظیمی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔ ایک طرف افغانستان کے اندر وہ مجاہدین کو منظم کرنے کے ساتھ ساتھ کوہساروں پر بیٹھے ان مجاہدین کا درس قرآن سے تزکیہ کرنے کا فریضہ انجام دیتے تھے۔ تو دوسری طرف وہ پشاور میں بیٹھے ہوئے افغان رہنماؤں سے بھی رابطہ رکھتے تھے۔ جب انہیں پتہ چلا کہ افغان رہنما پشاور میں بیٹھے غیر جماعتی زندگی گزار رہے ہیں تو آپ نے پشاور آکر ان کو امیر اور التزام جماعت کا احساس دلایا اور سارے افغان رہنماؤں کو متحد کر کے حزب اسلامی کے نام سے مجاہدین کی جماعت کی بنیاد ڈالی اور قاضی امین اس کے پہلے امیر مقرر کئے گئے۔ یہاں سے اطمینان حاصل کرنے کے بعد آپ پھر محاذ پر چلے گئے۔ کئی سال مسلسل مصروف جہاد رہے اور کنڑ میں شاندار کامیابیاں حاصل کیں۔

اس وقت ساری دنیا کے ذرائع ابلاغ کی توجہ کا مرکز افغانستان کا یہی صوبہ کنڑ تھا۔ جہاں شیخ رحمہ اللہ کی قیادت کی وجہ سے آئے دن روس کی سپر طاقت، برتر حربی وسائل اور فوجی قیادت کا کھوکھلاپن دنیا پر ظاہر ہو رہا تھا۔

پشاور میں بیٹھے ہوئے افغان رہنماؤں کی آپس کی ناچاقی نے ایک دفعہ پھر شیخ کو مجبور کیا کہ وہ جہاد کے محاذ کو چھوڑ کر پشاور آئیں۔ جب وہ دوبارہ ان رہنماؤں سے ملے تو مجاہدین کی واحد جماعت 'حزب اسلامی' کے ارکان ضرب کھا کر اور ترقی کر کے علیحدہ علیحدہ احزاب کے امراء بن چکے تھے۔ آپ پشاور میں مختلف احزاب کے دفاتر، جھنڈے، مجاہدین کے درمیان تناؤ اور ایک دوسرے کے خلاف بیانات سے بہت آزردہ ہوئے۔ مگر آپؒ نے ہمت نہ ہاری اور مسلسل کئی سال تک وسیع تر اتحاد، ایک امیر اور ایک جماعت کی تشکیل کے لئے برابر کوشش کرتے رہے۔ آپ کی مساعی جمیلہ سے کئی بار اتحاد بنے اور بگڑے مگر آپؒ بار بار اتحاد کی کوششیں کرتے رہے۔ آخر مایوس ہو کر شیخؒ نے دوبارہ دعوت کی ضرورت محسوس کی کیونکہ وہ مجاہدین کی صفوں میں موجود ہر کمزوری کو اسلامی تعلیمات سے روگردانی پر محمول کیا کرتے تھے اور ہر کٹھن مرحلے کو سر کرنے اور جہاد کی کامیابی کے لئے قرآن و سنت کے اصولوں کو مدنظر رکھنے کو ہی کامیابی کی ضمانت سمجھتے تھے۔ کیونکہ امت مسلمہ کی بقاء اور قیامت تک اس کے صالح رہنے کا راز قرآن و سنت میں ہے۔ اسلام انسانیت کی کامیابی کے لئے اللہ کی پسندیدہ راہ ہے۔ دعوت کے تین مراحل ہیں۔ ایک مسلمان مجاہد کی زندگی کی ابتداء اور تکمیل انہیں مراحل کے ذریعے ہوتی ہے۔ یعنی (1) دعوت (2) ہجرت (3) جہاد۔

آپ نے جید علماء کرام کے مشورہ سے بہت سوچ بچار کے بعد جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ کے نام سے ایک جماعت قائم کی۔

شیخ صاحبؒ نے پشاور آکر غیر جماعتی زندگی گزارنے والے افغان احزاب کے سربراہوں کو التزام جماعت کا احساس دلایا۔

جماعت نے سب سے پہلے افغان مہاجرین کی تعلیم و تربیت پر توجہ دی اور سارے افغان کیمپوں میں دینی مدارس کھولے۔ شہداء کے بچوں کے لئے دار الیتماء قائم کئے۔ غریب مہاجرین کے لئے مفت شفاخانے اور کفالت کے دفاتر کھولے۔ یہی وجہ ہے کہ افغان مہاجرین میں شامل غیر رجسٹرڈ یتماء' بیوائیں' مسکین اور لاوارث جماعت کے ذمے پڑ گئے تھے۔

تعلیمی لحاظ سے جماعت کی کارکردگی کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جماعت کے قائم کردہ مدارس میں افغانی' پاکستانی اور متعدد ممالک کے 32ہزار طلباء تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور ان کی تمام ضروریات اور اخراجات جماعت برداشت کرتی ہے۔ افغانستان' پاکستان اور عرب ممالک کے جید علماء کرام ان مدارس میں فریضہ تدریس انجام دے رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جماعت نے جہاد کی اہمیت کے پیش نظر مجاہدین کی ذاتی اور حربی ضروریات پر بھی بھرپور توجہ دی تاکہ مجاہدین' اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں پر منظم ہو کر جہاد کے مقاصد کو حاصل کریں۔ اس سلسلے میں جماعت' مجاہدین کی تعلیم و تربیت کے لئے باقاعدہ درس قرآن و حدیث' علماء کی مجالس اور سیمینار کا بندوبست کرتی رہتی۔ یہ جہاد کو خالص اسلامی خطوط پر استوار کرنے کا نتیجہ تھا کہ جیسے ہی صوبہ کنڑ مکمل طور پر روسی تسلط سے آزاد ہوا تو تمام افغان احزاب کے مجاہدین کا یہ پہلا مطالبہ تھا کہ کنڑ میں ایک متحد' اسلامی ادارہ تشکیل دیا جائے۔ جس کے لئے بعد میں باقاعدہ انتخابات ہوئے۔ جن میں جماعت الدعوۃ الی القرآن والسنہ نے اکثریت حاصل کر کے امارت اسلامی قائم کر دی۔ اور جماعت کے مؤسس شیخ جمیل الرحمٰن شہیدؒ اس کے پہلے امیر منتخب ہوئے۔ سارے افغانستان کے آزاد صوبہ جات میں اسلامی شریعت کے نفاذ سے مثالی امن قائم ہوا۔ اللہ تعالیٰ کی حدود نافذ کی گئیں تو لوگ قبائلی رسم و رواج کی بجائے شریعتِ مطہرہ سے آپس میں شیر و شکر ہونے لگے اور انصار و مہاجرین نے اسلامی نظام کے فیوض و برکات اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔

امارت اسلامی کے قیام کے وقت جب جنیوا مذاکرات کی آڑ میں روسی افواج کا انخلاء شروع ہوا تو شیخ شہیدؒ نے محسوس کیا کہ میدان جنگ میں شکست کھانے کے بعد روس اب دنیا کی اقوام کے لئے عفریت نہیں رہا ہے اور اب غیر مسلم اقوام' افغان مجاہدین کو جہاد کے اسلامی مقاصد سے محروم رکھنے کے لئے مشترکہ طور پر کوشش کر کے افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام کو بعید از امکان بنائیں گی۔

مومنانہ فراست نے مستقبل کے حالات کا صحیح اندازہ کیا روسی افواج کے انخلاء کے بعد اسلام دشمن قوتوں نے اسلامی حکومت کے قیام کے خلاف ایڑی چوٹی کا زور لگایا اور اقوام متحدہ کے روشنی کے مینار سے مسلم افغانستان کے حل کے لئے وسیع البنیاد حکومت کی تشکیل کے لئے کبھی ظاہر شاہ اور کبھی نجیب کے ساتھ مخلوط حکومت بنانے کی تصاویر اور خاکے مجاہدین کے اذہان پر اتارے جانے لگے۔ شیخ شہیدؒ نے ان سازشوں سے مجاہدین کی صفوں کو محفوظ و مامون بنانے کے لئے تمام آزاد خطوں کے مجاہدین سے بار بار اپیل کیا کہ وہ آزاد خطوں میں کنڑ کی طرح شرعی انتظامی ادارے تشکیل دے کر اسلامی شریعت سے اپنے آپ کو مستحکم کریں۔ کیونکہ کنڑ میں شریعت کے نفاذ سے اسلام دشمن قوتیں سخت برہم تھیں'اس لئے انہوں نے امارت اسلامی کے خلاف بھرپور گمراہ کن پروپیگنڈہ مہم شروع کر دی اور امارت اسلامی کے قیام کو افغانستان سے علیحدگی کی کوشش کا نام دیتی تھیں۔ اسی طرح یہ "سازشی عناصر مجاہدین کے صفوں تک پہنچ گئے اور نتیجتاً" غلط فہمیاں پیدا ہو گئیں اور مجاہدین آزاد خطوں میں اسلامی شریعت کے مطابق منظم نہ ہو سکے۔ مگر چودہ سالہ افغان جہاد میں یہ ایک بات ہمیشہ قابل اطمینان رہی ہے کہ سارے افغان احزاب کے مجاہدین افغانستان میں اسلامی حکومت کے قیام پر متفق رہے ہیں۔ اقتدار کے لالچ میں افغان احزاب کی قیادتوں سے جہاد کے مقاصد جاننے میں کمی و بیشی تو ہو سکتی ہے۔ مگر اب ایسا کوئی شخص افغانوں پر حکمرانی

صرف اسلامی حکومت کا قیام ہی چودہ سالہ جہاد' ہجرت' پندرہ لاکھ شہدا اور تاخت و تاراج افغانستان کا بدل ہو سکتا ہے۔

MONTHLY DAWAT URDU

ماہنامہ

مجلۂ توحید و جہاد

دعوت

جون ۱۹۹۲ء

قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعٰلَمِينَ ﴿۱۶۲﴾ الانعام

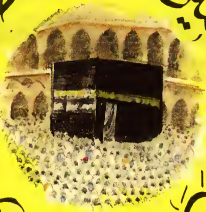

PROPERTY OF ACKU

اسوۂ خلیل اور جہادِ افغانستان

درسِ قرآن

وَالْبُدْنَ جَعَلْنٰهَا لَكُمْ مِّنْ شَعَآئِرِ اللّٰهِ لَكُمْ فِيْهَا خَيْرٌ ۖ
فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا صَوَآفَّ ۚ فَاِذَا وَجَبَتْ جُنُوْبُهَا
فَكُلُوْا مِنْهَا وَاَطْعِمُوا الْقَانِعَ وَالْمُعْتَرَّ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرْنٰهَا
لَكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ○ لَنْ يَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَلَا دِمَآؤُهَا
وَلٰكِنْ يَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ ۚ كَذٰلِكَ سَخَّرَهَا لَكُمْ
لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ ۗ وَبَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ ○

سورۃ الحج پ ۱۷ آیت ۳۶-۳۷

ترجمہ: اور قربانی کے اونٹوں کو ہم نے تمہارے لیئے اللہ تعالیٰ (کی قدرت) کے عظیم نشانات میں سے بنایا ہے۔ تمہارے لیے ان میں بھلائی ہی بھلائی ہے پس کھڑے ہونے کی حالت میں تم ان پر اللہ تعالیٰ کا نام ذکر کرو۔ (یعنی اللہ تعالیٰ کا نام لیکر ان اونٹوں کو ذبح کرو) پس جب (وہ) پہلو کے بل گر جائیں تو پھر ان سے خود کھاؤ اور ضرورت مند (سوال نہ کرنیوالے) اور سائل کو کھلاؤ۔ اسی طرح ہم نے یہ جانور تمہارے لیے پابند بنا دیئے ہیں تاکہ تم شکر کرو۔
اللہ تعالیٰ کو ان (قربانی کے) جانوروں کے گوشت اور خون ہرگز نہیں پہنچتے بلکہ اللہ تعالیٰ کو تمہارا تقوٰی ہی پہنچتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہ جانور تمہارے تابع کر دیئے ہیں تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی عطا فرمائی ہوئی ہدایت پر اسکی بڑائی بیان کرو اور اے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نیکی کرنیوالوں کو (جنت) کی خوشخبری دیدیجیے